عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۳ تا ۹ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ تا ۱۰ اگست ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۱۱

Email: webmaster@khatme-nubuwwat.org
http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

تازہ بہ تازہ نو بہ نو

روشنی کا سفر

نومسلم عبد اللطیف ایڈورن ایم آر سیلو کی دلچسپ روئیداد

خاتم النبیین کا مصداق کون؟

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

تحریری مباحثہ اور قادیانیوں کا فرار

امن کیسے قائم ہو؟

قیمت: ۵ روپے

داڑھی منڈے صاحب علم کے ہوتے ہوئے کم علم باریش کی امامت:

س...... پوری مسجد میں تمام لوگ جن میں صاحب علم بھی ہیں سب داڑھی منڈے ہیں علاوہ ایک آدمی کے، اب ایسی صورت میں اقامت اور امامت کس ترتیب سے ہو جبکہ باریش شخص کم علم ہے؟

ج...... اگر باریش آدمی نماز پڑھا سکتے ہیں اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہیں تو نماز انہی کو پڑھانی چاہئے۔ اقامت بھی وہ خود ہی کہہ لیا کریں، داڑھی منڈے اہل علم نہیں، اہل جہل ہیں بقول سعدیؒ ۔

علمے کہ راہ حق نہ نماید جہالت است

بہ مجبوری بغیر داڑھی والے کے پیچھے نماز اکیلے پڑھنے سے بہتر ہے:

س...... نماز کا اہتمام ایک بزرگ ٹیچر کی زیر نگرانی کیا جاتا ہے جو کہ باریش ہیں۔ پورے اسکول میں ان کے علاوہ اور کوئی دوسرا باریش ٹیچر موجود نہیں۔ یہی امامت فرماتے ہیں لیکن جس دن وہ نہیں آتے کوئی دوسرا ٹیچر جس کی داڑھی نہیں ہوتی امامت فرماتا ہے۔ بغیر داڑھی والے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج...... مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر پوری جماعت میں کوئی بھی باشرع آدمی نہیں تو تنہا تنہا نماز پڑھنے کے بجائے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔

چھوٹی چھوٹی داڑھی کے ساتھ امامت:

س...... مسئلہ یہ ہے کہ جہاں میں کام کرتا ہوں وہاں بسا اوقات جب نماز کا وقت ہوتا ہے ہم پانچ چھ ساتھی ہوتے ہیں۔ کوئی بھی باشرع نہیں ہوتا، میری چھوٹی چھوٹی داڑھی ہے اور قرأت بھی ٹھیک ہے، نماز کے مسائل سے بھی واقف ہوں، ساتھی مجھے نماز پڑھانے کو کہتے ہیں تو جماعت کر لیتے ہیں، لیکن جب بھی ایک پوری داڑھی والا ہو تو میں اسے امامت پر مجبور کرتا ہوں۔ آپ یہ بتائیں کہ ایسی صورت میں جب کہ مقتدیوں کی صف میں کوئی بھی پوری داڑھی والا نہ ہو، میں نماز پڑھا سکتا ہوں کہ نہیں؟

ج...... آپ کو اگر نماز پڑھانے کا موقع ملتا ہے تو آپ کو پوری داڑھی رکھنی چاہئے۔ آپ کو صحیح امامت کا ثواب ملے گا اور مردہ سنت کو زندہ کرنے کا ثواب بھی ہوگا موجودہ صورت پر آپ کی امامت مکروہ ہے۔ گو تنہا پڑھنے کے بجائے اس طرح جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے۔

پنج وقتہ نمازوں کی اجرت لینے والے کی اقتدا:

س...... میرے کزن کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ پانچ وقت کا نمازی ہے اور باجماعت نماز ادا کرتا ہے لیکن آج کل سوائے چند ایک مولوی کے سب باقاعدہ اجرت لیتے ہیں ان کے محلے کے امام بھی اجرت، تنخواہ کی صورت میں لیتے ہیں اور تراویح کی اجرت پہلے سے طے کرتے ہیں اسے ایک مسجد کا علم ہے جہاں کے امام کچھ نہیں مانگتے ہاں اگر کوئی خوشی سے دے تو لے لیتے ہیں لیکن وہ مسجد بہت دور دوسرے علاقے میں ہے وہ سروس بھی کرتا ہے اس لئے وہ وہاں جاکر نماز ادا نہیں کر سکتا اب آپ بتائیں کہ اسے شریعت کی رو سے نماز تراویح کہاں پڑھنی چاہئے اپنے محلے کی مسجد میں یا گھر میں؟

ج...... تراویح کی اجرت جائز نہیں اس کے بجائے الم ترکیف کے ساتھ تراویح پڑھی جائے، پنجگانہ نماز کی امامت کی اجرت کو متاخرین نے جائز رکھا ہے اس لئے جماعت ترک نہ کی جائے اور اپنی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔

امام کی اجازت کے بغیر امامت کروانا:

س...... ایک شخص نے تیرہ سال امام کے فرائض سرانجام دیئے اور بعد میں اس نے امامت سے استعفیٰ دے دیا اور محلہ والوں نے امام مقرر کیا، کچھ عرصہ کے بعد اس نے بھی استعفیٰ دے دیا اور پھر محلہ والوں نے ایک امام مقرر کیا اور اب پہلا امام جس نے ۱۳ سال امامت کی وہ آکر موجودہ امام کی موجودگی میں بلا اجازت مصلے پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

ج...... اب جب کہ وہ امام نہیں تو امام کی اجازت کے بغیر اس کا نماز پڑھانا جائز نہیں۔

کیا امام صرف عورتوں اور بچوں کی امامت کر سکتا ہے؟

س...... کیا امام صرف عورتوں اور بچوں کی امامت کرا سکتا ہے؟ امام کے علاوہ کوئی بالغ مرد نہیں؟

ج...... اگر بالغ مرد نہ ہوں تو بچوں اور عورتوں کے ساتھ بھی جماعت ہو سکتی ہے، امام کے پیچھے بچوں کی صف ہونی چاہئے ان کے بعد عورتوں کی اور اگر بچہ ایک ہو تو وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو جائے اور عورت خواہ ایک ہو وہ پچھلی صف میں کھڑی ہو۔

http://www.Khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختمِ نبوت

جلد ۱۹ ۔ ۳ تا ۹ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ مطابق ۴ تا ۱۰ اگست ۲۰۰۰ء ۔ شمارہ ۱۱

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر اعلیٰ: عزیز الرحمن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ
شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر
سرکولیشن: محمد انور رانا ۔ ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو راجپوت
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم ۔ کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد کو صدمہ ——— (اداریہ) 4
امن و امان کیسے قائم ہو؟ .... (مولانا عاشق الٰہی بلند شہری) 6
روشنی کا سفر .... (عبداللطیف ایڈووکیٹ ایم آر سیٹھ) 8
خاتم النبیین کا مصداق کون؟ .... (جناب خلیل احمد قادری) 12
آہ! حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ .... (مولانا سید محمد مختار منصور پوری) 16
تازہ بہ تازہ نو بہ نو .... (جناب کریم اللہ خان) 21
اخبار ختم نبوت 25

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
مشرق وسطیٰ و ایشیائی ممالک ۶۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۵ روپے ۔ سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک و ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ۲۸۹
کراچی (پاکستان) ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری ۔ طابع: سید شاہد حسن ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

(اداریہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کو صدمہ

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم نے ۶/اگست ۲۰۰۰ء کو برمنگھم میں منعقد ہونے والی عظیم الشان پندرھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے کراچی سے لندن روانگی سے قبل دو دن کراچی میں قیام کیا۔ صاحبزادہ خلیل احمد، سعید احمد اور نجیب احمد بھی آپ کے ہمراہ کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ ادھر حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ کاکندیاں، میانوالی میں بقضائے الٰہی انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوران سفر ۲۳/جولائی کو عین اس وقت اطلاع دی گئی جب آپ ''ختم نبوت کانفرنس گلاسکو'' کی صدارت کے لئے تشریف لے جارہے تھے۔ مرحومہ کے ولیہ ہونے میں اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی اہلیہ تھیں جو کہ عالم اسلام کے لاکھوں مریدین، متوسلین کے قائد اور پیرومرشد ہیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ ہیں۔ ماضی قریب میں نائب امیر مرکزیہ شہید ختم نبوت حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے زخم ابھی تازہ تھے کہ آپ کو آپ کی اہلیہ داغ مفارقت دے گئیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے غم میں برابر کی شریک ہے، تمام قائدین ختم نبوت، مبلغین و احباب ختم نبوت نے مشترکہ بیان میں انتہائی غم و افسوس کا اظہار کیا ہے۔ اللہ رب العزت مرحومہ کے درجات عالیہ کو مزید بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت صوفی اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) رحلت فرما گئے

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ اجل اور خادم خاص حضرت صوفی اقبالؒ صاحب جنت البقیع کی خاک میں مدفون ہونے کی تمنا اور طویل انتظار کے بعد واصل حق ہو گئے اور جنت البقیع میں مدفون ہو کر صحابہ کرامؓ اور اولیأ کرامؒ کے ساتھ ابدی نیند سو گئے۔ قیامت تک کروڑوں حجاج کرام اور زائرین جنت البقیع کی دعاؤں کا مستحق بن گئے اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اجور کا مصداق بن گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوال مبارکہ میں اہل جنت البقیع کے لئے فرمائے ہیں۔

حضرت صوفی اقبالؒ صاحب سلسلہ شیخ الحدیثؒ کے اہم فرد تھے اور آپ نے اپنی زندگی شیخ الحدیثؒ کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی اور حضرت شیخؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت شیخؒ کے خطوط زیادہ تر آپ کے قلم سے تحریر شدہ ہیں۔ آپ کو بہت زیادہ شیخ کا قرب حاصل تھا۔ حضرت شیخ کی رحلت کے بعد شیخ علوی مالکی کے سلسلہ پر علمأ دیوبند نے آپ سے اختلاف کیا تھا اور حضرت اقدس شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے آپ سے اس سلسلے میں خط و کتابت کی جو شائع ہو چکی ہے۔ اور حضرت کی شہادت تک حضرت صوفی اقبالؒ اپنے اس مؤقف پر قائم تھے۔ بہرحال اس اختلاف کے باوجود ان اکابر کا آپس میں احترام کا بہت بڑا رشتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت صوفی محمد اقبال صاحبؒ کے

ختم نبوۃ

درجات عالیہ کو بلند فرمائے، خطایات سے درگزر فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قادیانیوں کی جانب سے جھوٹی سیاسی پناہ حاصل کر کے ملک کو بدنام کرنا

۲۲/ جولائی کو بیلجیئم میں حاجی عبدالحمید کی کاوشوں اور ۲۳/ جولائی کو مولانا مشتاق الرحمٰن کی محنتوں سے آفن باخ جرمنی میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد ہوا، جس میں جاں نثاران ختم نبوت نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ اجلاس میں علماً کرام نے تقاریر میں کہا کہ قادیانی گروہ جرمنی، فرانس، انگلینڈ اور دیگر یورپی ممالک میں جھوٹے مقدمات اور اپنے اوپر مظالم کی غلط داستانیں سنا کر سیاسی پناہ حاصل کر کے ان ممالک میں مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ان کے خلاف جھوٹی شکایات کر کے مسلمانوں کو ان ممالک سے بدر کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کو قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں، ان علماً کرام نے متنبہ کیا کہ اگر قادیانیوں کی یہی روش جاری رہی تو حالات کی خرابی کی ذمہ داری قادیانیوں پر ہوگی۔ ان علماً کرام نے یورپی ممالک سے اپیل کی کہ وہ اسلام دشمنی میں اتنا آگے نہ بڑھیں کہ غلط بیان کرنے والوں کو پناہ دے دیں وہ تحقیقات کریں اگر واقعی کوئی مظلوم ہو تو اس کو پناہ دیں، مگر پاکستان میں کوئی ایسا واقع آج تک نہیں ہوا کہ قادیانیوں پر ظلم کیا گیا ہو بلکہ قادیانی مسلمانوں پر مظالم کرتے ہیں۔ چناب نگر میں جو لوگ قادیانیت سے تائب ہو جاتے ہیں ان کو تنگ کیا جاتا ہے کئی لوگوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس طرح سرگودھا اور سندھ وغیرہ میں قادیانی سادہ لوح کسانوں پر ظلم کر کے قادیانی بنا رہے ہیں۔ یہ تمام باتیں آئین کے بھی خلاف ہیں اور انسانی حقوق کے بھی اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جرمنی، بیلجیئم کا یہ مطالبہ حق جانب ہے کہ قادیانیوں کو سیاسی پناہ دیتے ہوئے الزامات کی تحقیقات کی جائے اور مسلمانوں کے حقوق تلف نہ کئے جائیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قاتل تاحال گرفتار نہیں ہوئے

شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بارے میں اب تک کی جانے والی تفتیش کو علماً کرام نے اپنے اجلاس میں مسترد کر دیا تھا۔ اس کے بعد سی آئی اے نے ایک قاتل کا اقراری بیان کرا کر اپنے طور پر اطمینان کر لیا، لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماً اسلام، سپاہ صحابہ اور دیگر اسلامی جماعتیں اپنے مؤقف پر قائم ہیں۔ اس لئے ہمارا حکومت سے مطالبہ برقرار ہے کہ فوری طور پر قاتلوں کو گرفتار کر کے سازش کو بے نقاب کیا جائے۔

قارئین ختم نبوت متوجہ ہوں!

جو احباب ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کے باقاعدہ طور پر قاری ہیں، ان کے نام کچھ بقایا جات واجب الادا ہیں۔ ان سے گزارش کی جاتی ہے کہ تمام احباب کو ریمائنڈر ارسال کئے جا چکے ہیں، جلد از جلد ادائیگی کر دیں اور زر تعاون ارسال کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منی آرڈر، ڈرافٹ، چیک وغیرہ بنام ہفت روزہ ”ختم نبوت“ پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی کے پتہ پر ارسال کریں شکریہ.......... (ادارہ)

ختم نبوۃ

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری دامت برکاتہم

امن و امان کیسے قائم ہو؟

اسلام نے بنی نوع انسان کو جن اخلاق فاضلہ اور احکام شرعیہ کی تعلیم دی ہے ان پر عمل پیرا ہونے سے پورے عالم میں ایک نہایت ہی پر امن معاشرہ وجود میں آسکتا ہے اس سلسلہ میں ایک جامع اصول یہ بتایا ہے:

"ان تحب للناس ماتحب لنفسك و تكره لهم ماتكره لنفسك" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶)

"دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور ان کے لئے اسے ناپسند کرو جسے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو۔"

ہر شخص غور کرے کہ وہ اپنے لئے کیا پسند کرتا ہے کیا کوئی شخص اپنے لئے یہ پسند کرتا ہے کہ وہ یا اس کے اعزا و اقربا ظلماً مقتول ہو جائیں یا اس کا مال لوٹ لیا جائے؟ کیا کسی کی یہ خواہش ہو سکتی ہے کہ اس کے اموال واملاک تلف کر دیئے جائیں؟ کیا کسی کا دل یہ چاہتا ہے کہ اس کے خاندان کی باعزت خواتین کو جبر و قہر کے ساتھ کوئی شخص اپنے ہمراہ لے جائے؟ ظاہر ہے کہ اس کو اپنے لئے کوئی پسند نہیں کرتا جب اپنے لئے پسند نہیں ہے تو ہر شخص دوسروں کے لئے بھی اس کو ناپسند کرے لہذا قتل و غارت اور لوٹ مار اور دوسروں کے اموال واملاک کے تلف اور ضائع کرنے سے باز رہے دوسرے خاندان کی خواتین کی عزت و حرمت کو اپنی خواتین کی عزت کے برابر سمجھے درحقیقت یہ ایک ایسا بنیادی اصول ہے جو پورے عالم میں امن و امان قائم کرنے کے لئے کافی ہے جو قومیں اس اصول کو سامنے رکھ کر زندگی گزارنے کا فیصلہ کرلیں گی انشاء اللہ ان کے معاشرہ سے ظلم و ستم کا نام مٹ جائے گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده المومن من امنه الناس على دمائهم واموالهم۔" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵)

"حقیقی مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچے اور وہ اس کی جانب سے باسلامت رہیں اور حقیقی مومن وہ ہے جس کی طرف سے لوگوں کو یہ اطمینان ہو یہ کوئی جانی، مالی نقصان نہ پہنچائے گا۔"

لفظ مسلم کا مادہ سلامت اور لفظ مومن کا مادہ امن ہے، اسی مناسبت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی طرف متوجہ فرمایا کہ کسی کو وہم و گمان بھی نہ گزرے کہ یہ شخص تکلیف دے سکتا ہے یا نقصان پہنچانے کے درپے ہو سکتا ہے جن بنیادوں پر دنیا میں فساد برپا ہوتا ہے اور امن و امان کو ٹھیس لگتی ہے اسلام نے ان بنیادوں کی جڑ کاٹ دی ہے ذات، پات کی اونچ نیچ کا تصور فساد و جدال کا ایک بہت بڑا سبب ہے اس کے بارے میں قرآن مجید نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا کہ:

"وجعلنا كم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم عندالله اتقاكم" (سورہ الحجرات)

ترجمہ: "یعنی مطلب یہ ہے کہ خاندانی اور قبائلی امتیازات اس لائق نہیں ہیں کہ ان پر فخر کیا جائے، یہ تو آپس کی جان پہچان کے لئے ہیں۔"

ان پر فخر کرنا اور آپس میں دشمنیاں پیدا کرلینا سمجھداری کی بات نہیں ہے یہ دیکھو کہ تمہارے اندر تقویٰ کتنا ہے خدائے پاک نے جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے بچنے کا کس قدر اہتمام ہے جو شخص تقویٰ اور پرہیزگاری میں جس قدر آگے ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑائی، قدر اور شرافت میں بھی اس کا مرتبہ اسی قدر ہے قبائلی بنیادوں پر جو جنگیں لڑی جاتی ہیں اور نسب و نسل کی برتری کے تصور سے جو اقوام دوسری اقوام پر حملہ کرتی ہیں ان کی ذہنی اصلاح کے لئے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان الله قد اذهب عنكم عبية الجاهلية وفخرها بالآباء انما هو مومن تقي او فاجر شقي الناس كلهم بنو آدم و آدم من تراب" (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۸ بحوالہ ترمذی و ابوداؤد)

یعنی تم سے جاہلیت کی نخوت کو اور آباؤ اجداد پر جو تم فخر کیا کرتے تھے تمہاری اس اکڑ فوں کو اللہ تعالیٰ نے دفع کر دیا انسانوں کی بس دو قسمیں ہیں یا مومن متقی ہے یا بدکار شقی ہے سب لوگ آدم علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے لہذا ہر انسان کی اصل مٹی ہے، جب اپنی اصل میں

ختم نبوۃ

برابر ہیں تو نسلی امتیاز اور نسبی فخر و مباہات کی گنجائش ہرگز نہیں ہو سکتی ہے پھر اس فخر کا یہاں تک خوگر ہونا کہ ایک دوسرے پر حملے ہوں اور قبائلی جنگوں میں برسہابرس خرچ کئے جائیں اسلام میں اس کی کہاں اجازت ہو سکتی ہے، بعض علاقوں میں رنگ و روپ کی بنیاد پر لڑائیاں ہوتی ہیں کالے اور گورے کے سوال پر فسادات ہوتے ہیں کالوں کے محلے الگ اور گوروں کے علاقے جدا رکھے جاتے ہیں حد یہ ہے کہ ایک ہی مذہب کے لوگ ہیں مگر کالوں اور گوروں کے عبادت خانے علیحدہ علیحدہ رکھے جاتے ہیں اسلام نے رنگ و روپ کو کوئی اہمیت نہیں دی، گوروں کو کالوں پر کوئی تفوق تسلیم نہیں کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انك لست بخير من احمر والاسود الا ان تفضله بتقوی"

(مشکوۃ المصابیح ص ٤٤٣ بحوالہ مسند احمد)

"یعنی تم کسی گورے یا کالے سے رنگ و روپ کی وجہ سے بہتر نہیں ہو ہاں اگر تقویٰ میں کسی سے بڑھ جاؤ تو تقویٰ کی وجہ سے تم کو فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔"

قرآن حکیم نے جس اصول سے نسب و نسل کا تفوق ختم کیا اور "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" فرما کر تقویٰ کو معیار برتری قرار دیا اسی کے ذریعہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ و روپ کا تفوق ختم کیا اور "الا ان تفضلہ بتقوی" فرما کر رنگ کی بنیاد پر فساد کھڑے کرنے والوں کو تنبیہ فرمائی۔

لسانی اختلاف کی بنیاد پر بھی فسادات رونما ہوتے ہیں بلکہ زبانی اختلاف ہی آج کل فسادات کا سب سے بڑا سبب بنا ہوا ہے کسی کو قتل کرنے کے لئے صرف یہی کافی سمجھا جاتا ہے کہ وہ ہمارا ہم زبان نہیں ہے۔ زبان و لسان کے اختلاف کو آڑ بنا کر بعض متعصب قومیں اپنی زبان کے علاوہ دوسری زبان والوں کو بے دردی سے قتل کرتی چلی جاتی ہیں اور اس طرح ہزاروں لاکھوں خون کر دیے جاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں رنگ و روپ اور زبانوں کے اختلاف کو قدرت خداوندی کا مظہر قرار دیا ہے۔ سورۂ روم (رکوع ۳) میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "اللہ کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کا بنانا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

جن چیزوں کو خدائے پاک نے اپنی قدرت کا مظہر قرار دے کر غور و فکر کی دعوت دی ہے آج لوگوں نے ان ہی چیزوں کو باعث جنگ و جدال اور سبب شر و فساد بنا رکھا ہے سورۂ قصص میں باری تعالیٰ نے فرمایا:

"ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لایحب المفسدین"

ترجمہ: "زمین میں فساد کا خواہاں نہ بن، بیشک اللہ تعالیٰ مفسدین کو دوست نہیں رکھتا۔"

سورۂ یونس میں ارشاد فرمایا:

"ان اللہ لایصلح عمل المفسدین"

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ مفسدین کے کام کو نہیں سدھارتا"

سورۂ بقرہ میں فرمایا:

"کلوا واشربوا من رزق اللہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین"

ترجمہ: "اللہ کے رزق سے کھاؤ پیو اور زمین میں فساد مت پھیلاؤ۔"

سورۂ اعراف میں فرمایا:

"ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین"

ترجمہ: "اور زمین میں فساد نہ کرو اس کی اصلاح ہو جانے کے بعد یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔"

بندہ کی مومنانہ ذمہ داری ہے کہ وہ شر و فساد سے بچے اور زمین میں نہ خود فساد کرے نہ فساد ہونے دے کیونکہ امن و امان کے دشمن لوٹ مار ہی کرتے ہیں اس بارے میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"ومن انتھب نھبۃ فلیس منا۔"

(مشکوۃ ص ۲۵۵ بحوالہ ترمذی)

"یعنی جو شخص کچھ بھی لوٹ مار کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔"

اللہ، اللہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوٹنے والے کے لئے فرما رہے ہیں کہ ہم سے نہیں ہے، لیکن اسلام کے نام لیوا بہت سے ایسے ہیں کہ جہاں موقع لگا ہے لوٹ مار سے باز نہیں آتے۔

جس طرح اپنا مال ضائع کرنا ممنوع ہے دوسروں کے مال کی اضاعت بھی حرام قرار دی گئی ہے کسی کا مال ناحق لے لینا جلا دینا یا کسی بھی طرح ناقابل استعمال بنا دینا یہ سب حرام ہے اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہزاروں مسلمانوں کے مجمع عام میں ارشاد فرمایا:

"ان دماء کم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھر کم ھذا فی بلد کم ھذا۔"

"بے شک تمہارے آپس کے خون اور آپس کے اموال ایک دوسرے پر حرام ہیں جیسا کہ آج کے دن کی بے حرمتی اس ماہ محترم میں اس محترم سرزمین میں حرام ہے۔ باقی صفحہ ۲۰ پر

ختم نبوۃ

روشنی کا سفر

تحریر: عبداللطیف
ایڈون ایم آر سیو (الریاض السعودیہ)

ترجمہ: عبدالرشید ارشد

انسانی زندگی کے اہم فیصلے کہیں اور ہوتے ہیں، میری یہ سوچ، روشنی کے سفر سے پہلے تھی اور انسانی زندگی کا ہر فیصلہ پہلے سے طے ہے، ہم تو صرف اس کے مطابق حالات وواقعات کو جنم دیتے ہیں۔ یہ بات میرے علم میں، روشنی کے سفر کے دوران آئی۔

میرا نام جو والدین نے بڑی چاہت سے رکھا تھا، ایڈون تھا اور خاندان کے حوالے سے ایڈون ایم آر سیو مکمل نام تھا۔ میں فلپائن کے دارالخلافہ منیلا سے ۷۵ کلومیٹر دور بلاکن میں پیدا ہوا اور منیلا یونیورسٹی سے اکاؤنٹس میں اعلیٰ ترین ڈگری لی۔ میری تعلیمی صلاحیت کے پیش نظر مجھے ایک مقامی بینک نے ملازمت کی پیشکش کی جسے میں نے قبول کر لیا۔

میرا گھرانہ بڑا تھا یعنی ہم بارہ بھائی اور والدین تھے، لہٰذا بینک کی معقول تنخواہ بھی کفالت نہ کرتی تھی۔ والدہ ایک پرویژن اسٹور اپنے قصبہ میں اسی مجبوری سے چلاتی تھیں۔ بہن، بھائی زیر تعلیم تھے۔ تاہم کفایت شعاری سے باعزت گزر بسر ہو رہی تھی۔

میرے والد مسیحی موحد فرقے سیونتھ ڈے ایڈونچرسٹ سے متعلق تھے۔ باقی گھرانہ کیتھولک تھا۔ مذہب گھر میں اگرچہ واجبی سا تھا مگر میں پکا مذہبی کیتھولک تھا اور بائبل کے بہت سے حصے مجھے ازبر یاد تھے۔ کیتھولک عقیدے کے مطابق عبادت سے کبھی غافل نہ ہوا تھا، باقاعدگی سے بائبل پڑھتا تھا اور گھر کی بے عملی پر کڑھتا بھی تھا۔

قسمت کی بات ایک روز اخبار میں اشتہار آیا کہ سعودی عرب کے لئے اکاؤنٹس کلرک درکار ہیں۔ فلاں تاریخ کو فلاں ہوٹل میں انٹرویو ہوگا۔ میں اگرچہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ تھا اور سعودی ملازمت میرے مرتبہ سے کم تر تھی مگر فلپائنی کرنسی میں سعودی تنخواہ بینک کی تنخواہ سے بہر حال زیادہ تھی اور پھر باہر کی دنیا دیکھنے کا موقعہ بھی تھا، سو میں تیار ہو کر مقررہ تاریخ پر بروقت انٹرویو کے لئے پہنچ گیا، میری تعلیمی صلاحیت اور بینک میں اعلیٰ ملازمت کے تجربہ کے سبب مجھے چن لیا گیا۔

میں نے جب اپنی سعودی عرب میں ملازمت کی خبر اپنے گھر اور دفتر میں سنائی تو دونوں جگہ ملا جلا رد عمل تھا، گھر میں ماں مغموم تھی، بھائی، بہن خوش تھے۔ دفتر میں ایک طرف رشک تھا تو دوسری طرف دوستوں سے دوری کا رنج بھی تھا، ویزہ لگنے اور روانگی کے انتظامات کی تکمیل کے مراحل تک بہمہ جہت مختلف تاثرات وجذبات سے واسطہ رہا اور جب ہر کام مکمل ہو کر منیلا سے جہاز میں سوار ہو کر روانگی کی گھڑی آئی تو والدہ کے علاوہ وہ بھی سوگوار کھڑے تھے جو پہلے خوش تھے کہ دولت آئے گی۔

منیلا سے اڑے تو سعودی عرب کے دارالخلافہ ریاض پہنچے۔ ہوائی اڈے پر کمپنی کا نمائندہ کھڑا تھا جو سیدھا کمپنی کی رہائش گاہ پر ہم سب آنے والوں کو لے گیا، وہاں پرانے فلپائنی بھی تھے، ایک دوسرے سے ہم وطن بڑی چاہت سے ملے، پرانے ساتھیوں نے نئے آنے والوں سے تعارف کیا، ملک کی خیر خیریت معلوم کی اور یوں ہلکے پھلکے ہو گئے گویا سفر کی تھکاوٹ ہی نہ تھی۔

سعودیہ میں پہلی صبح ہوئی تو نہا دھو کر پرانے ساتھیوں کے ساتھ نئے دفتر حاضر ہوئے۔ معلوم ہوا کہ یہ آئرش مسٹوک کمپنی ہے جو ڈیری فارم چلاتی ہے، بین الاقوامی کمپنی ہے جس کے ریاض دفتر میں جو سعودیہ کے لئے مرکزی دفتر ہے، مختلف ممالک کے لوگ کام کرتے ہیں۔ دفتر کے لوگوں سے تعارف ہوا، ذمہ داریاں سمجھائی گئیں بلکہ اگلے ہی لمحے نئے آنے والوں کو ان کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ یہ کمپنی میں میرا پہلا دن تھا، دفتر میں ہم وطن ضرور تھے، مگر شناسائی یا بے تکلفی کسی سے نہ تھی۔

دفتر میں ایک خوبی جو میں نے محسوس کی وہ یہ تھی کہ دفتر کے ماحول میں کسی قسم کی گھٹن نہ تھی نہ افسری، نہ ماتحتی، ہر کوئی اپنی اپنی میز پر مصروف۔ جس کمرے میں مجھے جگہ ملی وہاں ایک پاکستانی پراجیکٹ اکاؤنٹنٹ اور ایک فلپائنی کلر جنٹر جوروڈن تھا۔ میرے آنے کے چند روز بعد جنٹر جوروڈن کو کسی دوسرے دفتر منتقل کر دیا گیا اور یوں میں اور پاکستانی اکاؤنٹنٹ کمرے میں رہ گئے، کام کے حوالے سے ہمارے فرائض الگ الگ تھے، بس کمرہ مشترک تھا اور کسی مسلمان کے ساتھ بیٹھنے بلکہ قریب سے مسلمان دیکھنے کا یہ پہلا موقع تھا، اس لئے ایک مخصوص جھجک تھی جس کی وجہ سے ایک ڈیڑھ ماہ تک بات ہیلو ہیلو سے آگے نہ بڑھی۔

پاکستانی اکاؤنٹنٹ بڑی عمر کے داڑھی والے

ختم نبوۃ

صاحب تھے اور دن میں دفتری اوقات کے دوران میز کے پاس دو مرتبہ کھڑے ہو کر عبادت کرتے، جسے میں بطور دیکھتا رہتا۔ میرے ذہن میں یہ خیال بار بار آتا کہ خشک سے ہوں گے اس لئے بات بڑھانے میں ہچکچاہٹ مانع تھی۔ پھر آہستہ آہستہ ہمارے درمیان اجنبیت کی دیوار گرنے لگی، ایک دوسرے کا تعارف بتدریج تفصیل کے ساتھ سامنے آتا رہا۔ تعارف بڑھا تو مذہب کے حوالے سے کبھی کبھار گفتگو ہو جاتی، میں انھیں بائبل سناتا اور جواباً کبھی وہ کہتے کہ قرآن بھی اس بات کی تائید کرتا ہے اور کہیں کہتے کہ قرآن میں یہ واقع یوں درج ہے، غرض اس طرح جھجک دور ہوئی اور کھل کر باتیں ہونے لگیں، جس طرح مجھے بائبل کے بہت سے حصے یاد تھے اسی طرح اتفاقاً انھیں بھی قرآن کے بہت سے حصے یاد تھے۔

اسی انداز سے کم و بیش ۶ / ۷ ماہ گزر گئے، کمرے کا ماحول بہت خوشگوار تھا، کام کرتے کرتے درمیان میں چند لمحے گفتگو کے لئے بھی نکل آتے اور اب موضوع بالعموم اسلام اور عیسائیت ہی ہوتا۔ ایک سہ پہر اچانک میرے سر میں اس قدر شدید درد ہوا کہ میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پاکستانی ساتھی نے آنسوؤں کا سبب پوچھا تو میں نے بتایا کہ شدید سر درد ہے۔ کہنے لگے، ابھی نماز کا وقت ہو رہا ہے، میں نماز پڑھ لوں تو اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے نماز کے بعد کچھ پڑھ کر میرے سر پر پھونک دیا اور چند منٹ میں درد ختم ہو گیا۔ میرے نزدیک یہ قطعاً خلاف توقع تھا۔

چند منٹ میں سر درد غائب ہوا تو مجھے حیرت اس بات پر تھی کہ پڑھا کیا گیا جس کے اثر سے درد دور ہو گیا۔ میں نے پوچھا تو کہنے لگے کہ قرآن سے چند آیتیں پڑھی ہیں، اللہ سے دعا کی ہے، شکر ہے کہ اس نے قبول کر لی۔ میری لئے یہ سب معجزہ سے کم نہ تھا یوں قرآن کے لئے میرے اندر تجسس پیدا ہوا تو میں نے خواہش ظاہر کی مجھے وہ آیتیں لکھ کر دو، انہوں نے قرآن کا یہ حصہ اور جہاں جہاں حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے، فوٹو اسٹیٹ کر کے دیئے، انگریزی ترجمہ کسی بہت ہی فاضل علامہ یوسف علی کا تھا۔ میں نے بڑی توجہ سے یہ حصے پڑھے تو کہیں اختلاف نظر نہ آیا۔

نماز کی بات ہوئی تو میں نے بتایا کہ ہم تو اتوار کے اتوار گرجا جا کر عبادت کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں اور ویسے بھی ہمارے گناہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر اپنے سر لے لئے تھے، انہوں نے جواب دینے کے بجائے پہلا ایک کتاب "اسلام ان فوکس" پڑھنے کو دی۔ پھر دوسری کتاب "ٹوورڈز انڈراسٹینڈنگ اسلام" دی، دونوں کتابیں پڑھ چکا تو انہوں نے "میتھ آف دی کورس" پڑھنے کو دی جسے میں نے بغور پڑھا، ان کتابوں کے مطالعہ نے مجھے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ کیتھولک ہونے کے ناطے عیسائیت اور اسلام کا تقابلی مطالعہ کرنا بہت مفید رہے گا، چنانچہ میں نے اپنے پاکستانی ساتھی سے دو مطالبات کئے، ایک یہ کہ مجھے مکمل قرآن دو اور دوسرا یہ کہ جو نماز پڑھتے ہو مجھے مکمل لکھ کر دو۔

اگلے روز صبح مجھے علامہ یوسف علی کے ترجمہ کے ساتھ قرآن بھی مل گیا اور رومن عربی میں لکھی مکمل نماز اور پانچوں نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ بھی مل گیا، میں نے قرآن کا مطالعہ شروع کیا تو مجھے یہ احساس ہوا کہ اس میں ایک متحرک پیغام ہے جسے فوری طور پر دوسروں تک پہنچانا پڑھنے والے کی ذمہ داری ہے، اور جوں جوں میں پڑھتا گیا یہ احساس شدید ہوتا گیا، میں اپنی سوچ اپنے ساتھی کے سامنے رکھتا سوال کرتا اور وہ مجھے مطمئن کرتے، اس طرح مزید ۲ ماہ گزر گئے۔ نماز کے الفاظ مجھے یاد ہو گئے، جب الفاظ کے معنی پر غور کرتا تو دل میں سکون سا محسوس ہوتا پھر فوراً ہی مسیحیت میرے سامنے آکھڑی ہوتی، میں سوچتا تقابلی سوچوں میں گم ہو جاتا۔

میں نے جس طرح اپنے پاکستانی ساتھی کو نماز پڑھتے اپنے دفتر میں دیکھا تھا اسی طرح سکون دل کی خاطر، دوپہر اور بعد دوپہر کی نماز دفتر کے اوپر اپنے کمرے میں جا کر پڑھ لیتا کیونکہ کبھی ہم وطن نیچے دفتر میں کام کر رہے ہوتے، باقی نمازیں نیچے دفتر میں آکر پڑھ لیتا کہ کبھی ساتھی اوپر اپنے اپنے کمروں میں ٹی وی کے گرد مصروف ہوتے، میرے خیال میں میری چند منٹ غیر حاضری کا کوئی نوٹس نہ لیتا تھا، میں اندر سے قرآن کی حقانیت کا قائل ہو چکا تھا مگر میں نے کبھی کھل کر اس کا اظہار اپنے پاکستانی ساتھی سے نہ کیا اور نہ ہی اس نے مجھے اسلام قبول کرنے کا کہا، وہ اپنی دھن میں مجھے کتابیں پڑھائے جا رہے تھے یا میرے سوالات کے جواب دیتے رہے۔

میری خواہش تھی کہ میں گھر چھٹی جاؤں اور وہاں سب گھر والوں کو روشنی کے سفر کی تفصیل بتا کر انھیں ہم نوا بناؤں پھر سب مل کر ہم خود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے پیروکار ثابت کرتے ہوئے اس سردار کے پیغام پر جھک جائیں جس کے متعلق بائبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام ملتا ہے: "میرے بعد دنیا کا سردار آنے والا ہے جب تم اسے پاؤ تو اس کی بات سنو۔" یہ پیغام پورے شعور کے ساتھ میں سن چکا تھا۔

میری سوچ ادھوری رہ گئی کہ ایک صبح جب میں نماز کے لئے نیچے دفتر کے کمرے میں آیا تو میرا روم میٹ جمی، جو کئی دن سے میری تاک میں تھا دبے پاؤں پیچھے آیا اور مجھے وضو کرتے دیکھ کر کہنے لگا: اچھا تو تم بھی اپنے پاکستانی ساتھی کی نقل کرنے

ختم نبوۃ

لگ گئے ہو، تم نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟ باوضو حالت میں جھوٹ بول کر جمی کو ٹالنا اب میرے بس میں نہ تھا، لہٰذا میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اگرچہ میں نے باضابطہ اسلام تو قبول نہیں کیا مگر میں دل سے اسلام کی سچائی تسلیم کر چکا ہوں، جمی چھپلے پاؤں بھاگا اور تمام فلپائنی ملازمین کو میری تبدیلی سے آگاہ کر دیا۔ سب ساتھی مجھے یوں دیکھنے لگے جیسے میں اجنبی ہوں۔

دفتر کا وقت ہوا تو جمی نے وہاں بھی ڈھنڈورا پیٹا، ہر کمرے میں ایک ہی موضوع تھا کہ پاکستانی اکاؤنٹنٹ نے ہمارا بندہ مرتد کر دیا ہے، اور ایڈون مرتد ہو گیا ہے، ایڈمنسٹریشن منیجر میری نے مجھے بلایا کہ میں خبر کی تصدیق یا تردید کروں؟ میں نے صاف کہہ دیا کہ میں نے اپنے سچے مسیحی ہونے کا ثبوت دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بائبل میں پیشگوئی پر عمل کیا ہے، جس میں انہوں نے اپنے بعد آنے والے دنیا کے سردار ﷺ کی خبر دیتے ہوئے اپنے پیروؤں کو اس کی پیروی کی تاکید کی ہے۔ میری کے لئے یہ بات عجب تھی کہ وہ روایتی مسیحی تھا اس نے اپنے مذہب کا مطالعہ ہی نہ کیا تھا۔

دوسرے کھڑے لوگوں کی موجودگی میں، میں نے مسز میری سے کہا کہ تمہیں مسیحی ہونے کا دعویٰ تو ہے، کیا تم نے کبھی بائبل پڑھی بھی ہے اگر دعویٰ ہے تو بائبل سے مجھے مسئلہ تثلیث نکال دو میں تمہارے پاؤں چوم لوں گا تمہیں تو یہ بھی خبر نہیں کہ تمہارے عقائد یہود نے بنائے ہیں۔ جنہیں تم سینے سے لگائے بیٹھے ہو اور جن کا پول بحر مردار سے ۱۹۴۵ء میں ملنے والے مخطوطوں نے فاش کر دیا ہے۔ میری اور دوسرے لوگوں کے پاس میری بات کا جواب نہ تھا، دفتر کا یہ ماحول دیکھ کر میں نے اپنے پاکستانی ساتھی سے مشورہ کیا تو کہنے لگے کہ اب کسی ممکنہ انتقامی کارروائی سے بچنے کے لئے اسلام کا اعلان کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ لہٰذا مذہبی امور کے وزیر شیخ بن باز کے پاس چل کر ضابطے کی کارروائی مکمل کر لیتے ہیں، یہی مناسب راستہ ہے۔

اتفاقاً اسی دن پاکستان سے میرے پاکستانی دوست کے چھوٹے بھائی حج کے لئے مکہ پہنچے تھے، جن سے وہ فون پر بات کر رہے تھے، میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میرے چھوٹے بھائی نے مکہ مکرمہ پہنچ کر فون پر اطلاع دی ہے، میں نے نام پوچھا تو کہنے لگے کہ اس کا نام عبداللطیف ہے، مجھے یہ نام اچھا لگا، میں نے کہا کہ ٹھیک ہے ایک آپ کا چھوٹا بھائی عبداللطیف ہے اور آج سے دوسرا عبداللطیف آپ کا یہ روحانی بیٹا ہے، ہم شیخ بن باز صاحب کے دفتر گئے، انہوں نے ہماری بات سنی، مجھے کلمہ طیبہ پڑھایا، مبارکباد دی اور میں عبداللطیف بن گیا۔

اب دفتر میں عبداللطیف ایڈون ایم آر سیو تھا۔ میری نماز پر اب کوئی پابندی نہ تھی۔ دفتری چہ مہ گوئیاں بھی دم توڑ گئیں، البتہ دوسرے فلپائنی مجھ سے کچھ کچھ ضرور رہنے لگے، میں نے دین سیکھنے کے لئے زیادہ پڑھنا شروع کر دیا، میرے پاکستانی ساتھی کے ایک دوست، جو ایک دفتر میں ملازمت کے ساتھ ساتھ پی ایچ ڈی کے مقالے کی تیاری میں مصروف تھے، نے اپنی کمپنی میں جزوقتی کام کا انتظام کر دیا، گویا ایک طرف اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا تو دوسری طرف رزق میں برکت سے بھی نواز دیا۔ میں دفتر سے چار بجے چھٹی کرتا تو اپنے پاکستانی ساتھی کے ساتھ نئے دفتر آ جاتا کہ یہ دفتر ان کے گھر کے ساتھ تھا۔ یہاں مجھے ایک اور اچھے پاکستانی کی صحبت مل گئی اور میری تربیت کا اللہ تعالیٰ نے بہتر انتظام فرما دیا۔ یہ تربیت کنندہ اب ڈاکٹر محمد امین ہیں جو وطن جا چکے ہیں، یوں میں نے انتہائی شعور کے ساتھ روشنی کا یہ سفر طے کیا (الحمدللہ)

ایک روز جمعہ کی نماز ادا کر کے مسجد سے نکلا تو تین چار پاکستانی ملے، میں نے بڑے چاؤ سے آگے بڑھ کر انہیں السلام علیکم کہا اور کہا کہ انا مسلم، انا پاکستانی مگر انہوں نے خوش ہونے کے بجائے سوال شروع کر دیئے جو میرے علم اور میری سمجھ سے بالاتر تھے کہ میرے پاکستانی ساتھی نے مجھے کبھی یہ بتایا ہی نہ تھا، پوچھنے لگے کہ انت سنی مسلم؟ انت شیعہ مسلم؟ انت فلاں مسلم؟ فلاں مسلم؟ میں پریشان حال کمرے میں آیا، تھوڑی دیر بعد پاکستانی ساتھی بھی آ گئے، پریشان دیکھا تو خود بھی پریشان ہو گئے۔

میں نے انہیں مسجد کے باہر پیش آنے والی صورت حال سے آگاہ کیا تو کہنے لگے کہ تم قرآن و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر مسلمان بنے ہو، قرآن و حدیث میں کسی جگہ سنی، شیعہ، اہلحدیث لکھا پڑھا ہے؟ اگر نہیں ہے تو یقین کر لو کہ تمہیں اس تفصیل کی ضرورت نہیں ہے، تم اول آخر صرف اور صرف مسلمان ہو، قرآن و حدیث والے مسلمان۔ پھر انہوں نے میرے اطمینان کی خاطر شیعہ، سنی کی تفصیل بھی بتا دی، میرے لئے بہر حال ان کی پہلی بات ہی وزنی تھی اور آج تک اسی پر قائم ہوں۔

اسلام قبول کر کے عبداللطیف بن جانے کے بعد میں نے وقت ضائع کئے بغیر اپنے والدین، رشتہ داروں اور دوستوں کو یہی روشنی قبول کرنے کی ترغیب کے لئے خطوط لکھے، فون کئے، بڑے حوصلہ شکن جواب ملے، سالانہ چھٹی پر گھر گیا تو والدین اور بھائی، بہنوں کے ساتھ تفصیل سے بات ہوئی۔ والد صاحب نے کہا کہ تم میرے پادری صاحب کو قائل کر لو، میں تیار ہو گیا، پادری صاحب نے قرآن مانگا اور ایک ہفتے کی مہلت بھی کہ پھر بات ہو گی۔ جب مقررہ دن میں والد صاحب کے ساتھ پادری

صاحب کو ملنے گیا تو وہ غائب تھے۔ میں نے والد صاحب سے کہا کہ اگر سچائی ان کی جھولی میں ہوتی تو غائب کیوں ہوتے؟ حقائق کا سامنا کرتے، چھٹی اسی طرح کی مصروفیت میں ختم ہوگئی اور میں طول دل کے ساتھ واپس ریاض آگیا۔ میں نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل خطوط کے ذریعے محنت کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کہ یہی روشنی میرے اہل خانہ کا مقدر بنے۔

ریاض میں، میں نے فلپینیوں کے لئے ایک تبلیغی مرکز بنایا جہاں ہم ہر جمعرات کو شام کو مل بیٹھتے اور جمعہ کی شام کو اپنے اپنے ٹھکانے پر واپس پہنچ جاتے۔ تین چار ماہ کی محنت رنگ لائی، پہلے ایک، پھر دو اور پھر تین، چار یوں پانچ افراد نے اس مرکز میں دولتِ ایمان پائی اور الحمد للہ یہ سلسلہ بتدریج بڑھ کر یہاں تک پہنچ گیا کہ ہم نے منیلا میں ایک ہزار ڈالر ماہانہ پر ٹی وی پر چند منٹ ٹائم خرید کر اسلام کا پیغام نشر کرنا شروع کیا۔ میں نے چند کتابچے بھی اس دوران مرتب کئے، اپنے خرچ پر چھاپ کر اپنے ہم وطنوں میں پھیلائے اور آج میرا کام اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور نئے ہم سفروں کے تعاون سے وسیع ہو چکا ہے۔

میں نے شعور کے ساتھ ایک مسیحی دوشیزہ سے شادی کی، میرا لالچ یہ تھا کہ میں اسے قائل کر کے جب دائرہ اسلام میں لے آؤں گا تو میرے کھاتے میں اضافہ ہوگا اور حمد للہ یہ ہو گیا کہ وہ امینہ عبداللطیف بن گئی۔ امینہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے احمد اور مریم سے نوازا جو آج کل اسکول جاتے ہیں۔

میری محنت کو میرے خالق نے شرف قبولیت سے نوازا کہ ایک بھائی کے علاوہ میرے والدین اور بہن، بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سچے پیروکار بن کر دنیا کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام محبت و نجات کے سامنے جھک گئے، وہ دن وہ لمحہ میرے لئے انبساط کا خزینہ تھا، اب مجھے ان کی اسلامی تربیت کی فکر تھی کہ وہ محض کاغذی اور روایتی مسلمان نہ بنے رہیں۔ خوشی کے ساتھ ایک دکھ بھی تھا کہ میرا بھائی اس روشنی سے محروم اپنے خالق کے پاس چلا گیا وہ اگر دوزخ میں گیا تو کہیں مجھ سے یہ نہ پوچھا جائے کہ تم نے بہتر طور پر اسے سچے پیغام سے آگاہ نہ کیا ورنہ یہ بھی جہنم کا ایندھن نہ بنتا۔

جس روز کویت پر عراق نے حملہ کر کے قبضہ کیا، میں اپنی کمپنی کی طرف سے وہاں برانچ آفس کھولنے گیا ہوا تھا۔ حملے کے سبب وہاں سے نکلنے والوں میں، میں بھی شامل تھا مگر اس حال میں کہ میرا اسامان ہوٹل میں تھا اور دو کپڑوں میں قافلے کے ساتھ پیدل عمان کی جانب صحرا میں سفر کر رہا تھا، دن انتہائی گرم، راتیں انتہائی سرد، جس کے رد عمل میں، میں بخار سے پھنکنے لگا، دوران سفر معمولی پانی اور خوراک ملتی، یہ سفر ۲۶ دن پر محیط رہا اس دوران میرے اہل خانہ اور میرے دفتر والے عراقی حملے کے سبب میری زندگی سے ناامید ہو چکے تھے کہ اخباری اطلاعات نے کویت کی مکمل تباہی کا نقشہ ہی ایسا کھینچا تھا۔

میں پورے شعور کے ساتھ سوچتا ہوں کہ مجھے اس اذیت ناک سفر میں اگر کسی چیز نے سہارا دیا تو میرے خالق کے طے کردہ نظام عبادت نے، سچی بات ہے کہ اگر اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے باقاعدگی سے روزے نہ رکھے ہوتے اور بار بار حج کی مشقت سے نہ گزرا ہوتا تو صحرا میں کسی جگہ بے گور و کفن میرا ڈھانچہ بھی پڑا ہوتا۔ ۲۶ دن بعد عمان پہنچ کر میں نے ریاض فون کیا تو کمپنی نے میری واپسی کا انتظام کر دیا۔ (الحمد للہ)

میری کمپنی غیر ملکی ہے، جہاں میں نے جزوقتی کام شروع کیا تھا وہاں آج میں مستقل جینئر اسٹاف ممبر ہوں، مجھے باعزت ملازمت میں معیاری معاوضہ ملتا ہے۔ میری انتظامیہ مجھ سے خوش ہے کہ میں اپنے دفتری اوقات کار اور فرائض منصبی میں کوتاہی نہیں کرتا۔ یہ انتظامیہ کے خوف سے نہیں بلکہ صرف اس لئے کہ دیانت و امانت میرے رب کا حکم ہے۔ یہ دیانت و امانت وقت اور صلاحیتوں کے استعمال کے لئے بھی ویسے ہی اہم ہے جیسے عملی زندگی کے دیگر معاملات میں اور کمپنی میں، یہی میری ترقی اور کامیابی کا راز ہے کہ دفتر والوں کو میرے فرائض منصبی سے غرض ہے۔

آج برسوں بعد میں سوچتا ہوں کہ منیلا کے بینک میں ملازمت کے دوران میں نے کبھی یہ سوچا بھی نہ تھا کہ میں کسی دن بہت بڑی بین الاقوامی کمپنی میں اعلیٰ عہدے پر فائز ہوں گا، پوری دنیا کی سیر کروں گا اور اس وقت میں مسٹر ایڈون ایم آر سیو نہیں بلکہ عبداللطیف ایڈون ہوں گا۔ سعودیہ میں میرا داخلہ "ناسٹوک" میں بطور اکاؤنٹس کلرک ہوا، جہاں کام کے دوران مجھے دولتِ ایمان ملی تو دولت دنیا میرے پیچھے بھاگنے لگی، میں اپنے رب کے بے پناہ انعامات کے نیچے دبا ہوا پاتا ہوں، رشد و ہدایت جن میں سب سے بھاری اور سر فہرست ہے۔ الحمد للہ رب العالمین، پہلے دن سے آج تک میں اپنے روحانی باپ، اپنے پاکستانی ساتھی کے لئے دعا گو ہوں جو میری ہدایت کا سبب بنا، جس کی راہنمائی میں، میں نے روشنی کا سفر خود بھی طے کیا اور پھر بہت سے ہم سفر اپنے گرد اکٹھے بھی کر لئے خصوصاً اپنا خاندان۔ (ثم الحمد للہ)

میری دعا ہے کہ میرا رب زندگی کی آخری سانس تک ایمان پر قائم رکھے اور محض اپنی خوشنودی، اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کے ساتھ مشروط اسی ایمان کی دولت کو دوسروں تک پہنچانے کی سعادت نصیب رکھے۔

(آمین یا ارحم الراحمین)

ختم نبوۃ

جناب خلیل احمد قادری

قسط نمبر۱

خاتم النبیین کا مصداق کون؟

تحریری مباحثہ اور قادیانیوں کا فرار

۳۰/مارچ ۱۹۷۳ء میں جناب خلیل احمد قادری صاحب (راولپنڈی) کو قادیانی سربراہ مرزا طاہر کی طرف سے "مقام نبوت" کتابچہ بھیجا گیا تو جناب قادری صاحب نے ۸/جون ۱۹۷۳ء کو "جماعت احمدیہ کے عقیدۂ ختم نبوت کی حقیقت کلام اللہ اور احادیث کی روشنی میں" کے عنوان سے مدلل جواب دیا، بعد ازاں تحریری مباحثہ کا آغاز ہوا اور بالآخر قادیانی صاحب نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔ ذیل میں ہم "عنوان" کی تبدیلی کے ساتھ تحریری مباحثہ افادۂ عام کے لئے شامل اشاعت کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں...... (ادارہ)

متن تحریری مباحثہ

قادیانی صاحب:

پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس آیت خاتم النبیین کے نزول کے ۵ سال کے بعد اپنے فرزند ارجمند کی وفات پر فرماتے ہیں:

"اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا ضرور صدیق نبی بنتا۔" (ابن ماجہ نمبر۱، کتاب الجنائز ص ۲۳۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ اگر آپ کا خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہوتا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے کہ: "اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تب بھی نبی ہوتا" کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں گویا کہ آیت خاتم النبیین صاحبزادہ ابراہیم کے نبی بننے میں روک نہ تھی محض ان کا وفات پا جانا ان کے نبی بننے میں روک تھا۔

جواب: ابن ماجہ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے کاش! آپ پوری حدیث کے معنی پر غور فرما لیتے اور ساتھ ہی ساتھ حاشیہ بھی پڑھ لیتے تو اچھا ہوتا۔

مندرجہ بالا حدیث متفق علیہ نہیں ہے تو اس کی صحت میں بھی احتمال ہو سکتا ہے، نیز راوی کے متعلق امام مسلمؒ کی رائے صائب نہیں ہے اور اہل علم نے اس حدیث کو درج کرنے کے بعد اس کے ترک پر اتفاق کیا ہے مزید براں حدیث میں "جو" قابل غور ہے لغوی طور پر یہ لفظ امتناع کا بھی فائدہ دیتا ہے اور اسی وجہ سے امتناع الامتناع ہے یعنی شرط کے منتفی ہونے کی وجہ سے مراد بھی منتفی ہوتی ہے جیسے: "لو کان زیداً حجراً کان جماداً" یعنی (اگر زید پتھر ہوتا تو جماد ہوتا) زید کا پتھر ہونا محال ہے لہذا جماد ہونا بھی محال ہے، اس طریقہ پر "لو عاش لکان صدیقاً نبیاً" کے مفہوم پر بھی غور فرمائیے۔ مندرجہ ذیل احادیث اسی مضمون کی صحیح بخاری شریف جلد سوم کتاب الادب سے درج کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیے:

حدیث مبارکہ کا مفہوم:

"ابن نمیر، محمد بن بشر، اسمٰعیل سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفی سے پوچھا کیا تم نے ابراہیم بن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا وہ کمسنی ہی میں فوت ہو گئے اگر خدا کی مرضی ہوتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔"

حدیث مبارکہ کا مفہوم:

"سلیمان بن حرب اشعبہ، عدی بن ثابت حضرت براءؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جنت میں ان کی دودھ پلانے والی ہے۔"

قادیانی صاحب:

جلیل القدر امام حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"اگر صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح حضرت عمرؓ نبی بن جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع یا امتی ہی ہوتے جیسے عیسیٰ، خضر والیاس علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور یہ صورت خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے کیونکہ خاتم النبیین کے تو یہ معنی ہیں کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کا امتی نہ ہو۔" (موضوعات کبیر: ۵۹)

جواب: اس کا جواب اوپر درج کیا جا چکا ہے اب امام حضرت ملا علی قاریؒ اپنی مندرجہ بالا عبارت کی تشریح خود یوں کرتے ہیں:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کیوں کہ آپ پہلے نبیوں (علیہم السلام) کے ختم کرنے والے ہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو حضرت علیؓ نبی ہوتے اور یہ حدیث اور اسی طرح وہ حدیث جو صراحت کے ساتھ حضرت عمرؓ کے بارے میں

ختمِ نبوۃ

آئی ہے خاتم النبیین کی آیت کے منافی نہیں کیونکہ یہ حکم فرضی اور تقدیری طور پر ہے گویا یہ کہا گیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی تصور کیا جا سکتا ہے تو میرے فلاں اور فلاں صحابی نبی ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور یہی معنی ہے اس حدیث کا کہ: "اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔"

(مرقات مصنف ملا علی قاری جلد پنجم ص ۵۶۴)

مزید بر آں امام ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔" (ص ۲۰۲)

قادیانی صاحب:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرماتی ہیں:

"قولو انہ خاتم الانبیا و لا تقولو نبی بعدہ"

(درمنثور جلد نمبر ۵ ص ۲۰۴ و تکملہ مجمع البحار ص ۸۵)

"اے لوگو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا تو ضرور کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ آئے گا۔"

اللہ اللہ! ہماری مادر مشفقہ کا خیال کہاں تک پہنچا آنے والے خطرات کو چودہ سو سال قبل بھانپ لیا کس لطیف انداز میں فرماتی ہیں کہ: "اے مسلمانو! کبھی لا نبی بعدی کے الفاظ سے ٹھوکر نہ کھانا خاتم النبیین کی طرف نگاہ رکھنا مگر یہ نہ کہنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔"

جواب: درمنثور کی جس حدیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

"اخرج ابن شیبہ عن عائشۃ قالت قولوا خاتم الانبیین و لا تقولو لا نبی بعدہ"

"مت کہو کیونکہ ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خروج کا ذکر کر رہے ہیں جو کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہوا ہے اور بعد کو بھی ہوگا۔"

قادیانی صاحب:

صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں: "حضرت عائشہؓ نے جو یہ فرمایا کہ: اے مسلمانو! تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو کہو لیکن لا نبی بعدہ کے الفاظ استعمال نہ کیا کرو کہ یہ بات لا نبی بعدی کے مخالف نہیں کیونکہ لا نبی بعدی فرمانے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آسکتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے۔ (تکملہ مجمع البحار ص ۸۰)

جواب: اور وہ جو سند آپ نے حضرت مصنف مجمع البحار کے قول کی درج فرمائی ہے جس کے مطالعہ سے پتہ چل جائے گا کہ عبارت ما قبل اور مابعد کو چھوڑ کر ایک جملہ جسے آپ نے اپنے لئے مفید اور کار آمد سمجھا نقل کر دیا ہے اور حدیث میں ہے کہ نزول کے بعد عیسیٰ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور حلال چیزوں میں زیادتی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی، آسمان پر جانے سے پہلے انہوں نے نہ نکاح کیا تھا، ان کے آسمان سے اتریں گے بعدہ حلال میں اضافہ ہوگا (اولاد ہوگی) اس زمانے میں ہر ایک اہل کتاب ان پر ایمان لائے گا کہ یقیناً یہ بشر رسول ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فرمان "لا تقولوا لا نبی بعدہ" اس بات کے مد نظر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حدیث لا نبی بعدی کے مخالف نہیں اس لئے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا ناسخ ہو۔

جواب قادیانی صاحب: کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ جو احادیث اور بزرگوں کے اقوال آج سے سینکڑوں سال قبل معتبر اور مستند کتب میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں درج ہیں اور کسی بزرگ، عالم دین نے اس پر تنقید نہیں کی اور نہ ہی اپنی کسی کتاب میں ان کو غلط قرار دیا ہے، آج آپ لوگ جماعت احمدیہ (قادیانیہ) کے مدلل دلائل سے عاجز آکر صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ فلاں حدیث ضعیف ہے اور فلاں قول ثقہ نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ کے پاس ان دلائل کا معقول جواب نہیں ہے اور آپ لوگ صرف اپنی تسلی کے لئے ان احادیث اور اقوال بزرگان کو غیر متفق علیہ کہہ دیتے ہیں اب رہی یہ بات کہ حضرت صدیقہؓ کا قول اس بات کے مد نظر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے یہ ہمارے مقصد کے خلاف نہیں گو یہ صاحب مجمع البحار کا اپنا ذاتی خیال ہے، انہوں نے جب عائشہ صدیقہؓ کے قول کو اپنی کتاب مجمع البحار میں درج کیا تو اپنے قیاس کا بھی ذکر کیا مگر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اپنے الفاظ میں اس کا مطلقاً کوئی ذکر نہیں ہے۔ خواہ وہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کو مد نظر رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول فرض کیا جائے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ: کوئی ایسا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کر دے، کیونکہ اگر لا نبی بعدی اور آیت خاتم النبیین کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کہ مستقل نبی ہیں جبکہ ایک امتی نبی جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام اور شاگرد ہو اور جس نے فیض نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتباع میں حاصل کیا ہو اس کے لئے حدیث لا نبی بعدی اور آیت خاتم النبیین کیونکر مانع ہو سکتی ہے اب آپ میں اور ہم میں فرق شخصیت کا رہ گیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا آنا آپ

ختم نبوۃ

نے بھی مان لیا، آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے عقیدے کے مطابق دوبارہ لانے کے قائل ہیں اور ہم چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات شدہ مانتے ہیں اور یہ درست ہے کہ جو ایک دفعہ فوت ہو جائے وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا اس لئے ہمارا عقیدہ درست ہے کہ آنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کے افاضہ روحانیہ سے مقام نبوت پاکر اشاعت دین محمدی کے لئے آئے گا نہ کوئی نئی شریعت لائے گا اور نہ ہی کوئی حکم پہلی شریعت کا منسوخ کرے گا قرآن شریف کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام گزشتہ انبیاً کی طرح وفات پا چکے ہیں اور اب قیامت تک وہ کبھی نہیں آسکتے۔

جواب: آپ نے بھی زیادہ تر وہی باتیں لکھی ہیں جو آپ سے پہلے قادیانی صاحب نے لکھی تھیں، حالانکہ ان کو ان باتوں کا مدلل جواب دے دیا گیا تھا، جو دلائل ان کو لکھے تھے اور جن کی نقول آپ کو بھیجی گئی تھیں ان کا جواب نہ تو وہ آج تک دے سکے ہیں اور نہ ہی آپ نے اپنے جواب میں ان کا کچھ تذکرہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان باتوں کا جواب آپ کی جماعت کے پاس نہیں ہے براہ مہربانی تمام خطوط کو مع اس خط کے بغور مطالعہ فرمائیے اور اگر ممکن ہو تو جواب ضرور دیجئے نبوت اور رسالت کا دروازہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ سے مل جانے کے بعد بند ہو گیا ہے، جن باتوں کا جواب آپ نے آج تک نہیں دیا ہے، وہ حسب ذیل ہیں اور گزشتہ خطوط میں تفصیل سے لکھی ہوئی ہیں (۳/مارچ ۱۹۸۴ء)

☆ محمودیت سرے سے کوئی مقام ہی نہیں جس کا تعین کیا جا سکے،

☆ قصر نبوت کی آخری اینٹ،

☆ حدیث شریف علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل،

☆ آیت مبارکہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون،

☆ حضرت علیؓ کے اقوال،

☆ ام ایمنؓ کا قول دربارہ نزول وحی صحابہ ادیب وفقیہہ شیخ ابو زہرہ مصری کے اقتباسات،

☆ مہدی آخر الزمان کا دعویٰ،

☆ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ،

قادیانی صاحب:

رئیس الصوفیا حضرت شیخ محی الدین ابن

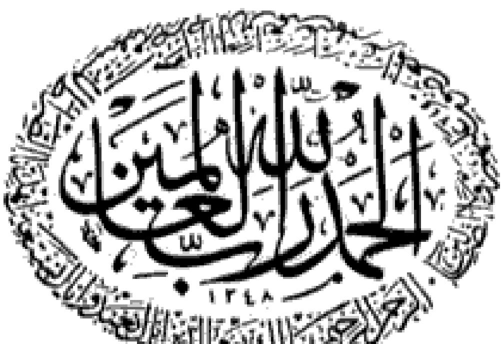

عربی لکھتے ہیں:

"وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ختم ہوئی وہ صرف شریعت والی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت، پس آپ کے بعد اب ایسی شریعت نہیں آسکتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ قرار دے یا آپ کی شریعت میں کوئی حکم زائد کرے یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ: "اب رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی، میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی۔" یعنی کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو بلکہ جب کبھی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت کے تابع ہوگا۔" (فتوحات جلد ۲ صفحہ ۳۰)

ان متعدد حوالوں سے یہ بات عیاں ہے کہ امت مسلمہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کا مفہوم یہی سمجھتی رہی ہے کہ:

(۱)..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نئی شریعت لانے والا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرنے والا نہیں آسکتا۔

(۲)..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امتی نبی کے آنے میں روک نہیں امتی نبی کے پیدا ہونے خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آسکتا کیونکہ ایسا نبی شریعت محمدیہ کے ماتحت ہوگا۔

جواب: حضرت محی الدین ابن عربی یہ مسئلہ وحدت الوجود کے بانی ہیں جن کو سمجھنا ہر ایک شخص کا کام نہیں ہے اور حال وارد ہونے کی صورت میں ایسے الفاظ ان سے نکل جاتے تھے جو کہ بظاہر خلاف معلوم ہوتے ہیں مثلاً ایک قول آپ سے منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا: "مات فرعون طاهراً ومطهراً" ایسے بزرگوں کی باتیں سمجھنے کے لئے اس مقام کو سمجھنا پڑتا ہے جہاں سے وہ کلام کر رہے ہوتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

(۲)..... مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ان کے اس فتویٰ "تحذیر الناس" کو کسی معاملے میں تطہیراً سند نہیں مانا جاسکتا۔ بایں ہمہ ان دونوں میں سے کسی نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

دلیل: حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"میری امت میں تیس جھوٹے نبی ہوں گے جن میں سے ہر شخص یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(ابو داؤد ص ۲۸، ج ۲ ۔ ترمذی ص ۴۵، ج ۲)

(جاری ہے)

ختم نبوۃ

تحریر: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

حکیم عبدالکریم پٹی والے رحلت فرماگئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

لاہور کے پٹی والے مشہور حکیم خاندان کے چشم و چراغ، مجلس احرار اسلام کے بزرگ ورکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست و معاون امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مسترشد حکیم عبدالکریم المعروف پٹی والے حکیم انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کی عمر تقریباً سو سال کے قریب تھی، مرحوم روایات احرار کے امین اور بزرگوں کی حسین یادگار تھے سادہ زندگی بسر کی۔ ہمیشہ کھدر کا کرتہ، شلوار ٹوپی اور شیروانی استعمال کرتے۔ اصلاح و سلوک کا تعلق شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تھا، آپ کے بعد تازیست آپ کے جانشین اور فرزند ارجمند حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے متعلق رہے۔ ہمیشہ نماز جمعہ جامع مسجد حضرت لاہوریؒ میں ادا فرماتے۔ حاذق طبیب تھے مریض کی نبض پر ہاتھ رکھتے اور یا اللہ یا شافی، یا کافی، "سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم" کا ورد شروع کرتے مرض کی تشخیص اور علاج تجویز کرتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ ہر سال آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس (ربوہ) چناب نگر میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے اور تمام تقاریر باقاعدگی سے سماعت کرتے۔

رد قادیانیت و عیسائیت کورس:

آج سے چار سال قبل جامع مسجد عائشہ (لاہور) میں کورس رکھا تو تشریف لاکر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنے چھوٹے بیٹے حکیم راشد عمران کو چناب نگر بھیجا۔ ختم نبوت کانفرنس لاہور میں جب اور جہاں ہوئی حکیم صاحب کو موجود پایا۔

بندہ، یوسف کذاب کیس کے سلسلہ میں لاہور گیا تو ۲۹/جون ۲۰۰۰ء کو مولانا رئیس الرحمٰن اظہر نے ٹیلیفون پر اطلاع دی کہ حکیم صاحب انتقال فرماگئے اور صبح ۸ بجے ان کی نماز جنازہ ہوگی۔ چنانچہ جنازہ میں شرکت کے لئے پہنچے تو جنازہ میں جم غفیر تھا، حضرت میاں محمد اجمل قادری امیر انجمن خدام الدین نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کردیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب کندیاں شریف، مولانا سید نفیس شاہ الحسینی، مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد، راقم (مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی)، مجلس لاہور کے الحاج بلند اختر نظامی، مولانا ظفراللہ شفیق، مولانا محمد احمد عابد، حاجی طارق سعید خان، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، نے ایک مشترکہ بیان میں حکیم صاحبؒ کی وفات پر گہرے غم و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ خداوند عالم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)

☆☆......☆☆

اعلان

حضرت علامہ مفتی عبدالسمیع شہیدؒ کے حالات زندگی اور علمی کمالات پر مشتمل ان کی سوانح حیات مرتب کی جارہی ہے۔ لہٰذا جن علماً کرام وطلباً، رفقاً اور احباب کے پاس کسی بھی قسم کا ان کی زندگی سے متعلق کچھ بھی مواد ہو یا ان کی کوئی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ تقریر و تحریر ہو یا ان سے متعلق کسی قسم کی کوئی نظم و نثر ہو، وہ درج ذیل پتہ پر فوٹو کاپی بھیجدیں یا اصل تحریر بھیجدیں تو ہم اس کی فوٹو لے کر اصل واپس کردیں گے۔ (انشاءاللہ)

مواد بھیجتے وقت اپنا نام اور پتہ لکھ کر حضرت شہیدؒ کے گاؤں کے پتے پر براہ راست ارسال فرمائیں۔

یا

"عبدالرشید سندھی درجہ تخصص فی الفقہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی" کے پاس جمع کرائیں۔

نوٹ: حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہیدؒ کے رفقاً حضرات مضامین لکھ کر رجب المرجب ۱۴۲۱ھ کے آخر تک پہنچادیں۔ شکریہ

پتہ: مولانا عبدالعزیز انڈھڑ
جامعہ عربیہ تحفیظ القرآن حمادیہ گلشن سمیع
انڈھڑ کالونی، پنوعاقل سکھر

ختم نبوۃ

از: سید محمد عفان منصور پوری، دارالعلوم دیوبند انڈیا

آہ! حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہید علیہ الرحمہ

اٹھتے جاتے ہیں اس بزم سے ارباب نظر
گھٹتے جاتے ہیں میرے دل کو بڑھانے والے

وہ شخصیت جس کی زبان کو اللہ تعالیٰ نے صدق گوئی کے لئے پیدا کیا، جس کے قلم کو تعلیمات کتاب و سنت کی نشر و اشاعت اور باطل فتنوں کی سرکوبی کے لئے پیدا کیا، جس کے قلم نے وقت پڑنے پر حکمران وقت کو بھی متنبہ کرنے سے دریغ نہیں کیا، جس کے قلم کی جولانی اور اثرانگیزی نے اگر ایک طرف بے شمار افراد کی اصلاح کی تو دوسری طرف باطل طاقتوں خصوصاً مرزائی ٹولے کے بے بنیاد عقائد کو نیست و نابود کرنے میں وہ کارنامہ انجام دیا جس کو رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا، جس کے قلم سے رد قادیانیت کے سلسلے میں نکلنے والے رسائل نے مرزائیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، جس کی شخصیت صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں ایک مایہ ناز عالم دین، ایک بلند پایہ محقق و محدث، دینی اسلام کا ایک عظیم محافظ، ایک باغیرت و باحمیت انسان، تحریر میں اپنی مثال آپ اور صاحب نسبت بزرگ ہونے کی حیثیت سے محتاج تعارف نہیں، جس نے حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحئی عارفی اور محدث عصر حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ جیسی عبقری شخصیات کے دامن فیض سے وابستہ ہو کر اپنی روح کو جلا بخشی۔

مگر افسوس ملت اسلامیہ کے اس گنجینہ علم و فن کو چند بد بختوں نے بندوق کی گولیوں کا نشانہ بنا کر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

ابھی جام عمر بھرا نہ تھا کف دست ساقی چھلک پڑا
رہیں دل کی دل میں ہی حسرتیں کہ نشاں قضا نے مٹا دیا

یہ واقعہ ۱۳/ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸/ مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات کا ہے۔ جب آپؒ معمول کے مطابق صبح کو تقریباً ساڑھے نو بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر اپنی گاڑی سے تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک پھل فروش کے یہاں سے آپؒ اکثر پھل لیا کرتے تھے، اس دن پھل فروش کی دکان کے سامنے گاڑی رکوا کر آپ نے اس سے کہلوایا کہ آج دفتر جانے میں کچھ تاخیر ہوگئی ہے اس لئے کچھ نہیں لیں گے، پھل فروش نے کچھ دیر رکنے کے لئے کہا اور چند تازہ پھل لینے چلا گیا، اسی دوران دو نوجوان گاڑی کے قریب آئے ایک نے گاڑی کے شیشے کو انگلی سے کھٹکھٹایا مولانا مرحوم اگلی سیٹ پر تشریف فرما تھے، آپؒ نے یہ سوچتے ہوئے کہ شاید حاجت مند ہے یا کچھ دریافت کرنا چاہتا ہے گاڑی کا شیشہ نیچے کر دیا، اس نے آناً فاناً گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس کے نتیجے میں مولانا مرحوم اور ڈرائیور عبدالرحمن صاحب موقع پر ہی جام شہادت نوش کر گئے، جب کہ مولانا کے صاحبزادے اور پھل فروش شدید طور پر مجروح ہو گئے، عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ جائے واردات کے قریب ایک بینک کی عمارت کے سامنے پولیس کے جوان تعینات تھے جب انہوں نے فائرنگ کی آواز سنی تو چاہئے اس کے کہ اپنے فریضہ منصبی کو ادا کرتے ہوئے قاتل مجرم کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دلواتے، بینک کی عمارت میں گھس گئے اور دن دہاڑے انسانیت کا خون کرنے والے درندے بلاخوف و خطر دندناتے ہوئے نکل گئے۔ حضرت مولاناؒ اور ان کے رفیق کو تو شہادت کا وہ عظیم مرتبہ ملا جس کی تمنا خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ مولانا مرحوم کی گرانقدر خدمات کا صلہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منصب شہادت سے سرفراز کر کے دے دیا، جن کے جنتی اور منعم علیہ ہونے پر دنیا ہی میں مہر لگادی گئی ہے، دوسری جانب محروم القسمت قاتلوں نے امت کے اس مایہ ناز فرد کے خون سے اپنے ہاتھوں کو لال کر کے ہمیشہ کے لئے ذلت و رسوائی کو مول لے لیا اور اپنے جہنمی ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرادی۔

اغلب خیال یہ ہے کہ اس گھناؤنے فعل کا ارتکاب کرنے والے یقیناً اسی طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوں گے جن کی نیندوں کو اپنے زوردار قلم سے مولانا مرحوم نے حرام کر رکھا تھا، خواہ یہ لوگ قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں یا کسی یہودی، نصرانی کے خاندان سے منسلک ہوں یا برسراقتدار حکومت ہی کے ایجنٹ ہوں، حکومت پاکستان نے اگر اس ناحق خون کا فوراً بدلہ نہ چکایا اور ان انسانیت سوز

ختم نبوۃ

حرکتوں کا سدباب نہ کیا اور قاتلوں کو گرفتار کر کے سزا نہ دی تو حکومت کو اس کی بھاری قیمت چکانی پڑے گی۔

حکومت نے اگرچہ مولانا مرحوم کے قتل کی تحقیقات ایک جج کے سپرد کر دی ہیں مگر حکومت پاکستان کے رویہ کو دیکھتے ہوئے یہ امید کم ہی ہے کہ یہ تحقیقاتی کمیٹی قتل کے سراغ کا پتہ لگالے گی، اور اگر معلوم ہو بھی گیا تو اس کو افشاً کر دے گی۔

اس دنیائے دنی کو چھوڑ کر تو سبھی کو جانا ہے مگر مولانا مرحوم کے جانے سے جو خلاً پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا مشکل نظر آتا ہے۔

گزشتہ ۲۹/ ربیع الثانی ۲۰ھ کو جب محدث کبیر مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو بینات میں مولانا مرحوم نے اپنے ادارتی مضمون میں لکھا تھا:

"موت کوئی اچنبھا چیز نہیں ہے کہ اس پر حیرت و تعجب کا اظہار کیا جائے، یہ سنت بنی آدم ہے یہاں کا آنا جانے کی تمہید ہے، یہاں جو بھی آیا جانے کے لئے آیا، سرائے عالم کا ہر مسافر منزل عدم کا راہ نورد ہے، مگر بعض جانے والے کچھ اس شان سے جاتے ہیں کہ پورے عالم کو سوگوار کر جاتے ہیں، ان کے جانے پر زمین و آسمان روتے ہیں، ان کی موت سے صرف ان کا خاندان ہی متاثر نہیں ہوتا بلکہ دنیائے علم و عمل ان کی موت پر نوحہ کرتی ہے، مجلس علم و ادب ویران ہو جاتی ہے، ان کی موت سے علمی حلقوں میں صف ماتم بچھ جاتی ہے، ان کے ذوق و مزاج تقویٰ و تدین اور طہارت و پاکیزگی کے تذکرے دیر تک رہتے ہیں، نظریں ان کی نظیر و مثال ڈھونڈتے عاجز آجاتی ہیں۔"

(ماہنامہ "بینات" ۵/ جمادی الثانی ۲۰ھ)

مولانا مرحوم کی لکھی ہوئی یہ تحریر آج خود ان کے اوپر حرف بحرف صادق آرہی ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ (آمین)

مولانا مرحوم کا مختصر سوانحی خاکہ:

۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء عیسیٰ پور، ضلع لدھیانہ میں آپ کی پیدائش ہوئی، آپ کی والدہ ماجدہ شیر خوارگی ہی کے زمانہ میں انتقال فرماچکی تھیں، والد ماجد چوہدری اللہ بخش صاحب مرحوم حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری نوراللہ مرقدہ سے بیعت تھے۔

مولانا مرحوم نے قرآن کریم اپنے والد ماجد صاحب کے پیر بھائی جناب قاری ولی محمد صاحب مرحوم سے پڑھا، اس کے بعد مختلف مدارس میں عربی کتابیں پڑھیں متوسطات کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مشکوۃ شریف پڑھنے کے لئے جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا اور یہاں چار سال رہ کر اپنی علمی پیاس کو بجھایا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد روشن والا ضلع لائل پور تشریف لے گئے، جہاں ابتدائی عربی سے لے کر مشکوۃ شریف تک تمام کتابیں پڑھائیں، دو سال بعد ماموں کانجن (لائل پور) آگئے اور وہاں حضرت مولانا محمد شفیع صاحب ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں دس سال قیام فرمایا۔

۱۹۶۶ء میں ماہنامہ بینات کے مضامین کی تصحیح وغیرہ کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نوراللہ مرقدہ نے آپ کو کراچی طلب فرمایا اور حکم فرمایا کہ ماموں کانجن سے ایک سال کی رخصت لے کر یہاں آجاؤ، چنانچہ حکم کی تعمیل میں تشریف لے آئے اور سال بھر کراچی میں قیام فرمایا، پھر حضرت بنوری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بس اب یہیں قیام کر لو مگر بعض وجوہ کی بنا پر اس حکم کی تعمیل نہ ہو سکی، جب معذرت پیش کی تو فرمایا کہ کم از کم ہر ماہ دس دن ماہنامہ "بینات" کے لئے دیا کرو، ماموں کانجن کے مدرسہ والوں نے اس شرط کو قبول نہ کیا، اس لئے مولانا مرحوم کو ماموں کانجن چھوڑنا پڑا، پھر آپ جامعہ رشیدیہ ساہیوال تشریف لے آئے یہاں کے ناظم اعلیٰ مولانا حبیب اللہ رشیدی مرحوم نے اس شرط کو قبول فرمالیا اور آپ ہر ماہ دس دن کے لئے کراچی تشریف لاتے رہے۔

۱۹۷۴ء میں جب حضرت اقدس بنوری علیہ الرحمہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر بنے تو آپؒ نے مولانا مرحوم کو مجلس کے مرکزی دفتر ملتان بلالیا مہینہ میں بیس دن آپ ملتان رہتے اور دس دن کراچی میں گزارتے، اکتوبر ۱۹۷۷ء حضرت بنوری علیہ الرحمہ کی وفات تک یہی سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد مستقل طور پر آپ کراچی منتقل ہوگئے، جہاں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں تدریس حدیث شریف کے ساتھ ساتھ ماہنامہ "بینات" کی ادارت فرماتے رہے، بینات کے علاوہ ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ اقرأ، کا اسلامی صفحہ اور روزنامہ جنگ میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے نام سے چھپنے والے بے شمار مضامین و مسائل آپ کے قلم کے بہترین شاہکار ہیں۔

بیعت و سلوک میں آپ نے مولانا محمد خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم کیا، ۱۹۷۰ء میں آپ کی وفات کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی علیہ الرحمہ سے رجوع کیا اور حضرت شیخ نے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا، حضرت شیخ کے علاوہ عارف باللہ حضرت اقدس ڈاکٹر

ختم نبوۃ

عبدالحیٔ صاحب عارفی نوراللہ مرقدہ نے بھی سند اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ (انتصار از آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد اول)

مولانا مرحوم اور دارالعلوم دیوبند :

مولانا مرحوم کو دارالعلوم دیوبند اور اس کے اکابرین سے والہانہ عقیدت و محبت تھی، آپ اکابر علمأ دیوبند کے حقیقی جانشین، ان کے علوم ومعارف کے پاسبان اور ان کی روایات کے امین تھے۔ حق پر مضبوطی سے قائم رہنا اور باطل کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑے رہنا، آپ نے اکابرین دارالعلوم دیوبند ہی سے سیکھا تھا۔ قصر نبوت پر ڈاکہ زنی کرنے والے مرزائی ٹولے کے خلاف آپ کے نوک قلم سے نکلنے والے بے شمار مضامین اور تین درجن سے زائد وقیع رسائل، تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں ایسی سوز اور تڑپ کا نتیجہ ہیں جو آپ کو حضرت بنوری علیہ الرحمہ سے وراثت میں ملی تھی۔

مجھے تو اس وقت مولانا مرحوم کی وہ یادگار تحریر ذکر کرنی ہے جو انہوں نے مادر علمی دارالعلوم دیوبند کا تعارف کرتے ہوئی لکھی ہے :

"دارالعلوم دیوبند نے مسلمانوں کو کیا دیا؟ اس پر بہت حضرات بہت کچھ لکھیں گے، مجھے صرف اس قدر کہنا ہے کہ تجدید احیأ دین کی جو تحریک گیارہویں صدی سے ہندوستان کو منتقل ہوئی تھی اور اپنے اپنے دور میں مجدد الف ثانی، محدث دہلویؒ اور شہید بالاکوٹؒ جس امانت کے حامل تھے دارالعلوم دیوبند اس وراثت و امانت کا حامل تھا، لوگ "مدرسہ عربی دیوبند" کو مختلف زاویوں سے دیکھتے ہیں، کوئی اسے علوم اسلامیہ کی یونیورسٹی سمجھتا ہے، کوئی جہاد حریت کی تربیت گاہ اسے قرار دیتا ہے، کوئی اسے دعوت و عزیمت اور سلوک و تصوف کا مرکز سمجھتا ہے لیکن میں حضرت حاجی صاحبؒ (حاجی امداداللہ صاحبؒ) کے لفظوں میں اسے بقأ اسلام اور تحفظ دین کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔"

"دوسرے لفظوں میں آپ چاہیں تو کہہ سکتے ہیں مجددین امت کا جو سلسلہ چلا آرہا تھا دارالعلوم دیوبند اپنے دور کے لئے مجددین امت کی تربیت گاہ تھی، یہیں سے مجدد اسلام حکیم الامت تھانویؒ نکلے، اسی سے دعوت و تبلیغ کی تجدیدی تحریک ابھری، جس کی شاخیں چاردانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں، یہیں سے تحریک حریت کے داعی تیار ہوئے، یہیں سے فرق باطلہ کا توڑ کیا گیا، یہیں سے محدثین، مفسرین، فقہأ اور متکلمین کی کھیپ تیار ہوئی، مختصر یہ کہ دارالعلوم دیوبند نے نہ صرف یہ کہ نابغہ شخصیتیں تیار کیں، بلکہ اسلام کی ہمہ پہلو تجدید و احیأ کے لئے عظیم الشان اداروں کو جنم دیا۔ اس لئے دارالعلوم دیوبند کو اگر تجدید اور احیأ دین کی یونیورسٹی کا نام دیا جائے تو شاید یہ اس کی خدمات کا صحیح عنوان ہوگا۔"

(الرشید، دارالعلوم نمبر ۷ ۶۶)

یہ ہیں مولانا مرحوم کے وہ الفاظ کہ جس سے انہوں نے برصغیر ایشیأ کی عظیم دینی درسگاہ کو اپنا خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

ہم نے اور ہم جیسے بہت سے طلبہ نے مولانا مرحوم کی زیارت نہیں کی تھی مگر آپ کے مضامین پڑھ کر ایک قلبی ربط و تعلق پیدا ہوگیا تھا، یہی وجہ ہے کہ جب دارالعلوم دیوبند میں آپ کی اچانک وفات کی خبر پہنچی تو پوری فضأ سوگوار ہوگئی، ہر طالب علم کے چہرے سے رنج والم کے آثار نمایاں ہونے لگے، دارالحدیث کے بابرکت ہال میں تمام حضرات اساتذہ کرام اور طلبہ جمع ہوئے، سوا لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھا گیا، کئی کئی قرآن کریم ختم کئے گئے اور مرحوم کی بلندئ درجات کے لئے دعائیں مانگی گئیں، تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصورپوری استاذ حدیث و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مولانا مرحوم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا اجمالاً ذکر کیا۔ رد قادیانیت کے سلسلہ میں آپ کی بیش بہا خدمات کو سراہا۔ بعد ازاں حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث (ثانی) دارالعلوم دیوبند نے مولانا مرحوم سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے ان کے اوصاف جمیلہ سے سامعین کو روشناس کرایا اور بلندئ درجات کے لئے دعا کی۔

مولانا مرحوم اور حضرت شیخ الاسلام مدنی نوراللہ مرقدہ :

حضرت مدنی علیہ الرحمہ سے مولانا مرحوم کو عشق کی حد تک عقیدت و محبت تھی جو ان کی تحریروں سے ظاہر و باہر ہے، ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

"حق تعالیٰ شانہ کے جو بے پایاں انعامات و احسانات اس ناکارہ کے شامل حال ہیں ان میں سے ایک عظیم انعام یہ ہے کہ اپنے مقبول و محبوب بندوں کی محبت قلب میں ودیعت فرمائی اور ان سے ربط و تعلق نصیب فرمایا۔ فالحمد للہ الشکر، ہمارے حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی نوراللہ مرقدہ یہ شعر کثرت سے پڑھا کرتے تھے :

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام
در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام

چار بزرگوں سے اس ناکارہ کو بچپن ہی سے عشق کی حد تک عقیدت و محبت تھی :

ختم نبوۃ

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ، حضرت امام التبلیغ یوسف الدھلوی نور اللہ مرقدہ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ، اور حضرت سلطان القلم مولانا مناظر احسن گیلانی نور اللہ مرقدہ۔" (شخصیات و تاثرات ص ۱۳۲، ۱۳۳)

جنوری ۱۹۳۸ء میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے دور جدید کے نظریہ قومیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"موجودہ زمانے میں قومیں مذہب سے نہیں بلکہ اوطان سے بنتی ہیں۔"

اخبارات نے حضرت کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ وہ ملت از وطن کے قائل ہیں، ڈاکٹر اقبال بھی اس اخباری مشاقبہ سے متاثر ہوگئے اور حضرت کے بارے میں چند اشعار لکھ کر اخبارات میں شائع کروائے معاملہ نے طول پکڑ لیا بالآخر باہمی خط و کتابت کے ذریعہ شکوک و شبہات کا ازالہ ہوا اور ۲۸ / مارچ ۱۹۳۸ء کو ڈاکٹر اقبال کا اخبار احسان لاہور میں ایک تردیدی بیان شائع ہوا جس میں انہوں نے حضرت کی شان میں کہے ہوئے اشعار کے واپس لینے کا اعلان کردیا، ڈاکٹر صاحب کے تردیدی بیان کے بعد یہ مسئلہ سلجھ گیا اور بحث مکمل ہوگئی۔ اس اعلان کے تین ہفتہ بعد ڈاکٹر صاحب کا ۲۱ / اپریل ۱۹۳۸ء کو انتقال ہوگیا پھر اکتوبر میں ان کا آخری مجموعہ "ارمغان حجاز" کے نام سے شائع ہوا تو اس کے آخر میں یہ تین شعر بھی "حسین احمد" کے عنوان سے شامل کردیئے گئے جو بددیانتی کے سوا کچھ نہ تھا۔

۱۹۸۷ء میں جب مخالفین نے ان اشعار کو پھر اچھالنا شروع کیا تو مولانا مرحوم نے "ایں چہ بوالعجبی است" کے عنوان سے ماہنامہ بینات میں ایک مفصل مضمون لکھا جس کا اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے:

"ہم علامہ اقبال مرحوم کے فرزند ارجمند جناب جسٹس جاوید اقبال سے گزارش کریں گے کہ یہ خلاف دیانت کارروائی ارمغان حجاز کے لئے اس کے مرتبین کے لئے، بلکہ خود ان کے والد گرامی قدر علامہ اقبال مرحوم کے لئے بھی نہایت ننگ و عار کی موجب ہے، ان کا فرض ہے کہ اس خیانت و بددیانتی اور اس ننگ و عار کے غلیظ دھبے سے کتاب کو پاک کریں اور ان اشعار کے نیچے نوٹ لکھ دیں کہ حقیقت واقعہ معلوم ہونے کے بعد علامہ نے ان اشعار سے رجوع کرلیا تھا، اس سے نہ صرف پچاس سالہ خیانت و تہمت تراشی کے گناہ سے توبہ ہوجائے گی، بلکہ وہ اپنے والد بزرگوار کی سنت ایک بار پھر تازہ کرنے والے ہوں گے اور اگر انہوں نے ایسانہ کیا تو ظاہر ہے کہ جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود رہے گی اس تہمت تراشی کا گناہ ان کے حصے میں آتا رہے گا..... اللہ تعالیٰ کے کسی بندے پر کسی ناکردہ گناہ کا الزام عائد کرنا تہمت اور بہتان ہے اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ جیسے سرتاج اولیاؒ پر ایسی تہمت تراشی ایک مہلک زہر ہے۔ جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب ان اشعار پر ایسانوٹ شائع کرکے آج بھی اس زہر کا تریاق مہیا کرسکتے ہیں لیکن کل جب آنکھیں بند ہوں گی تو اس کا کوئی تدارک وہ نہیں کرسکیں گے۔"

من نمی گویم کہ درد زیاں پاسود باش
اے زعزمت بے خبر درد ہرچہ خواہی زود باش

اس کے بعد مضمون کے اخیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مدنیؒ اپنے دور کے ولی کامل، بلکہ سرکردہ اولیا اللہ تھے پاکستان کی بنیاد ہی ان کی توہین اور گستاخی پر رکھی گئی اور آج تک یہ سلسلہ بند نہیں ہوا، کاش کوئی دانشمند ان کو فہمائش کرتا کہ آپ لوگ ایک مقبول بارگاہ الٰہی سے عداوت کرکے کب تک خدا تعالیٰ سے جنگ لڑتے رہیں گے۔"

راقم الحروف حضرت لدھیانویؒ نے حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ کے بارے میں لکھا تھا کہ:

"انہیں حضرت مدنیؒ سے غایت درجہ کی عقیدت و ارادت تھی اور ان کے بے حد مداح تھے، ہمارے ملک پر جو آفات و بلایات کا متواتر نزول ہورہا ہے اس کا باطنی سبب حضرت (بنوریؒ) کے نزدیک یہ تھا کہ لوگوں نے حضرت مدنی قدس سرہ کی بڑی توہین کی ہے اور انہیں ایذائیں پہنچائیں ہیں، جب تک کہ اس جرم سے توبہ نہ کی جائے اور اس کی معافی بارگاہ قدس سے نہ مل جائے تب تک اصلاح احوال کی کوئی صورت نہیں۔"

(بینات بنوری نمبر ۸۱۱)

ناکارہ راقم الحروف (حضرت لدھیانویؒ) کو حضرت مدنیؒ کے مرتبہ و مقام عالی کی معرفت کا دعویٰ نہیں کہ مقام نبوت کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور مقام ولایت کو ولی کے سوا کوئی دوسرا نہیں پہنچانتا "ولی راولی می شناسد" مشہور مقولہ ہے، لیکن عمر جوں جوں ڈھلتی جارہی ہے، حضرت بنوریؒ کے مندرجہ بالا ارشاد پر یقین و اذعان میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، میں یہاں کے ارباب حل و عقد، اہل فکر و دانش، اصحاب قلم اور عوام و خواص کی خدمت میں نہایت اخلاص و

ختم نبوۃ

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ، حضرت امام التبلیغ یوسف الدھلوی نوراللہ مرقدہ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہ، اور حضرت سلطان القلم مولانا مناظر احسن گیلانی نوراللہ مرقدہ۔" (شخصیات وتاثرات ص ۱۳۲، ۱۳۳)

جنوری ۱۹۳۸ء میں حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ نے دور جدید کے نظریہ قومیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"موجودہ زمانے میں قومیں مذہب سے نہیں بلکہ اوطان سے بنتی ہیں۔"

اخبارات نے حضرت کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ وہ ملت از وطن کے قائل ہیں، ڈاکٹر اقبال بھی اس اخباری مغالطہ سے متاثر ہو گئے اور حضرت کے بارے میں چند اشعار لکھ کر اخبارات میں شائع کروائے معاملہ نے طول پکڑ لیا بالآخر باہمی خط و کتابت کے ذریعہ شکوک و شبہات کا ازالہ ہوا اور ۲۸ / مارچ ۱۹۳۸ء کو ڈاکٹر اقبال کا اخبار احسان لاہور میں ایک تردیدی بیان شائع ہوا جس میں انہوں نے حضرت کی شان میں کہے ہوئے اشعار کے واپس لینے کا اعلان کردیا، ڈاکٹر صاحب کے تردیدی بیان کے بعد یہ مسئلہ سلجھ گیا اور بحث مکمل ہو گئی۔ اس اعلان کے تین ہفتہ بعد ڈاکٹر صاحب کا ۲۱ /اپریل ۱۹۳۸ء کو انتقال ہو گیا پھر اکتوبر میں ان کا آخری مجموعہ "ارمغان حجاز" کے نام سے شائع ہوا تو اس کے آخر میں یہ تین شعر بھی "حسین احمد" کے عنوان سے شامل کردیے گئے جو بددیانتی کے سوا کچھ نہ تھا۔

۱۹۸۷ء میں جب مخالفین نے ان اشعار کو پھر اچھالنا شروع کیا تو مولانا مرحوم نے "ایں چہ بوالعجبی است" کے عنوان سے ماہنامہ بینات میں ایک مفصل مضمون لکھا جس کا اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے:

"ہم علامہ اقبال مرحوم کے فرزند ارجمند جناب جسٹس جاوید اقبال سے گزارش کریں گے کہ یہ خلاف دیانت کارروائی ارمغان حجاز کے لئے اس کے مرتبین کے لئے، بلکہ خود ان کے والد گرامی قدر علامہ اقبال مرحوم کے لئے بھی نہایت ننگ وعار کی موجب ہے، ان کا فرض ہے کہ اس خیانت و بددیانتی اور اس ننگ وعار کے غلیظ دھبے سے کتاب کو پاک کریں اور ان اشعار کے نیچے نوٹ لکھ دیں کہ حقیقت واقعہ معلوم ہونے کے بعد علامہ نے ان اشعار سے رجوع کر لیا تھا، اس سے نہ صرف پچاس سالہ خیانت و تہمت تراشی کے گناہ سے توبہ ہو جائے گی، بلکہ وہ اپنے والد بزرگوار کی سنت ایک بار پھر تازہ کرنے والے ہوں گے اور اگر انہوں نے ایسانہ کیا تو ظاہر ہے کہ جب تک یہ کتاب دنیا میں موجود رہے گی اس تہمت تراشی کا گناہ ان کے حصے میں آتا رہے گا..... اللہ تعالیٰ کے کسی بندے پر کسی ناکردہ گناہ کا الزام عائد کرنا تہمت اور بہتان ہے اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ جیسے سرتاج اولیاً پر ایسی تہمت تراشی ایک مہلک زہر ہے۔ جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب ان اشعار پر ایسا نوٹ شائع کر کے آج بھی اس زہر کا تریاق مہیا کر سکتے ہیں لیکن کل جب آنکھیں بند ہوں گی تو اس کا کوئی تدارک وہ نہیں کر سکیں گے۔"

من نمی گویم کہ در بند زیاں پاسود باش
اے ز فرصت بے خبر درد ہر چہ خواہی زود باش

اس کے بعد مضمون کے اخیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مدنیؒ اپنے دور کے ولی کامل، بلکہ سرکردہ اولیا اللہ تھے پاکستان کی بنیاد ہی ان کی توہین اور گستاخی پر رکھی گئی اور آج تک یہ سلسلہ بند نہیں ہوا، کاش کوئی دانشمند ان کو فہمائش کرتا کہ آپ لوگ ایک مقبول بارگاہ الٰہی سے عداوت کر کے کب تک خدا تعالیٰ سے جنگ لڑتے رہیں گے۔"

راقم الحروف حضرت لدھیانویؒ نے حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ کے بارے میں لکھا تھا کہ:

"انہیں حضرت مدنیؒ سے غایت درجہ کی عقیدت و ارادت تھی اور ان کے بے حد مداح تھے، ہمارے ملک پر جو آفات وبلایات کا متواتر نزول ہو رہا ہے اس کا باطنی سبب حضرت (بنوریؒ) کے نزدیک یہ تھا کہ لوگوں نے حضرت مدنی قدس سرہ کی بڑی توہین کی ہے اور انہیں ایذائیں پہنچائیں ہیں، جب تک کہ اس جرم سے توبہ نہ کی جائے اور اس کی معافی بارگاہ قدس سے نہ مل جائے تب تک اصلاح احوال کی کوئی صورت نہیں۔"

(بینات بنوری نمبر ۸۱۱)

ناکارہ راقم الحروف (حضرت لدھیانویؒ) کو حضرت مدنیؒ کے مرتبہ و مقام عالی کی معرفت کا دعویٰ نہیں کہ مقام نبوت کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور مقام ولایت کو ولی کے سوا کوئی دوسرا نہیں پہنچانتا "ولی را ولی می شناسد" مشہور مقولہ ہے، لیکن عمر جوں جوں ڈھلتی جارہی ہے، حضرت بنوریؒ کے مندرجہ بالا ارشاد پر یقین و اذعان میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، میں یہاں کے ارباب حل و عقد، اہل فکر و دانش، اصحاب قلم اور عوام و خواص کی خدمت میں نہایت اخلاص و

ختم نبوة

تحریر: کلیم اللہ خان، لندن
ترتیب: محمد اشرف کھوکھر

تازہ بہ تازہ نو بہ نو

برطانوی عوام کی اکثریت خدا پر یقین رکھتی ہے:

گلاسکو (نمائندہ خصوصی) برطانوی عوام کی اکثریت ابھی تک خدا پر یقین رکھتی ہے اور ایسے لوگوں کی تعداد بھی کم نہیں جن کا خیال ہے کہ انسان کی ظاہری موت کے بعد بھی روح کا سفر جاری رہتا ہے، یہ بات بی بی سی کے ایک سروے میں بتائی گئی ہے، رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مذہب پر اکثریت کے یقین کے باوجود چرچ جانے والوں کی تعداد بدستور کم ہو رہی ہے چرچ لیڈروں نے سروے کے نتائج پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب کو ابھی تک برطانوی معاشرے میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ گلاسکو یونیورسٹی میں مذہبی امور کے لیکچرار یورنڈ ایلسٹر نے کہا کہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے سے برتر نظر نہ آنے والی مافوق الفطرت ہستی پر یقین رکھتی ہے۔ (جنگ لندن ۳۰/ مئی ۲۰۰۰ء)

"علم کا شوق محتاج عمر نہیں ہوتا"

لندن (رائٹر) انگلینڈ کے سب سے طویل العمر طالب علم کا ٹائٹل حاصل کرنے والے ۱۰۷ سالہ آرٹسٹ فیرڈ مور نے کہا ہے کہ جو بوڑھے کچھ سیکھنے کے عمل میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ زیادہ صحت مند رہتے ہیں اور زیادہ پر اعتماد زندگی گزارتے ہیں فریڈ مور جس نے ۷۵ سال کی عمر میں فرنیچر سازی شروع کی تھی ۲۵ سال سے آرٹ کی تعلیم حاصل کر رہا ہے اور وزیر مالکوم وکس کی طرف سے اسے انگلینڈ کے سب سے طویل العمر طالب علم کا اعزاز دیا گیا ہے۔
(جنگ لندن ۲۵/ مئی ۲۰۰۰ء)

برطانیہ میں لاکھوں بچے غربت کا شکار ہیں، اقوام متحدہ

۱۹ ملکوں میں برطانیہ کا ۱۴ واں نمبر ہے برطانوی اخبار میں یونیسیف کے حوالے سے رپورٹ

لندن (پی اے) برطانیہ میں لاکھوں بچے غربت کا شکار ہیں اقوام متحدہ کے ادارے یونیسیف کی رپورٹ کے مطابق صنعتی دنیا میں بچوں کی غربت کے لحاظ سے برطانیہ کا ریکارڈ بدترین ہے۔ رپورٹ کے مطابق ۲۰ فیصد بچے ایسے خاندانوں سے متعلق ہیں جن کی غربت سرکاری حد سے بھی زیادہ ہے۔ برطانوی اخبار آبزرور نے مذکورہ رپورٹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ برطانیہ بچوں کی غربت کے معاملے میں ترکی، پولینڈ اور ہنگری کے ساتھ ہے رپورٹ میں جن ۱۹ ملکوں کو شامل کیا گیا ہے ان میں برطانیہ کا ۱۴ واں نمبر ہے۔ آبزرور کے مطابق یہ رپورٹ منگل کو باقاعدہ طور پر شائع ہوئی اس رپورٹ کے نتیجے میں حکومت پر دباؤ میں اضافہ ہوگا کہ وہ ۱۰ لاکھ بچوں کو غربت سے نجات دلانے کے لئے قدم اٹھائے۔

پچھلے دنوں سجادہ نشین آف گولڑہ شریف جناب مخدوم پیر نصیر الدین نصیر صاحب دامت برکاتہم برطانیہ تشریف لائے ان کے پورے برطانیہ میں مختلف مساجد میں بیانات ہوئے جن میں اتحاد المسلمین کی دعوت تھی، ان میں سے نمونہ کے طور پر دو بیان پیش خدمت ہیں کاش ہمارے سارے مسلمان اسی سوچ کے حامل بن جائیں۔

مسلمان ایک دوسرے کے مسالک پر کفر کا فتویٰ لگانے سے گریز کریں، پیر نصیر

اسٹوک آن ٹرینٹ (نامہ نگار) سجادہ نشین گولڑہ شریف اور معروف شاعر پیر نصیر الدین نصیر نے کہا ہے کہ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کے مسلک پر کفر کا فتویٰ نہ لگائیں، یہاں اسلامک سینٹر شیلٹن میں وہ پیر صاحب گولڑہ شریف کے سالانہ عرس کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے، جس کا اہتمام قاری محمد شبیر چشتی نے کیا تھا۔ پیر نصیر الدین نصیر نے کہا کہ میری یہ ذاتی رائے ہے کہ کوئی شخص خواہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتا ہو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اگر گستاخی کرے تو وہ انفرادی طور پر کافر ہوگا نہ کہ سارا مسلک۔ انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی قابل معافی نہیں تاہم خوامخواہ کفر کے فتوے صادر کرنا بھی مسلمان کی شان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ بزرگان دین ایک آئینہ ہوتے ہیں اور لوگ اپنے باطن کو دیکھنے کے لئے ان کے پاس جاتے ہیں۔ یہ لوگ

اگر محبت کرتے ہیں تو اللہ کے لئے اور اگر بغض بھی کرتے ہیں تو وہ بھی اللہ کے لئے ہی ہوتا ہے۔ پیر نصیر الدین نے کہا کہ ہمیں فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر امت مسلمہ کی مجموعی فلاح کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ تقریب سے حافظ محمد فاروق اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔(۲۹/ مئی ۲۰۰۰ء)

مزید کہا کہ اتحاد بین المسلمین میں ہی ہماری فلاح و نجات ہے، مگر بدقسمتی سے آج امت مسلمہ کے جسد میں فرقہ پرستی کا زہر سرایت کر کے سرطان کی شکل اختیار کر چکا ہے، اسلام میں اختلاف رائے کی گنجائش موجود ہے مگر ایک دوسرے کی مذمت اور مخالفت سے منع کیا گیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے سجادہ نشین پیر سید نصیر الدین نصیر نے اسٹوک آن ٹرینٹ، راچڈیل اور برنلے میں مختلف اجتماعات سے خطاب کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج مختلف مسالک اور مکاتب فکر کے علماء ایک دوسرے پر کفر و شرک کے فتوے اور طعن و تشنیع کے تیر برسا رہے ہیں اور دن بدن اس میں اضافہ ہو رہا ہے، نئے سے نئے فرقے اور گروہ بنتے جا رہے ہیں، قرآن و حدیث میں فرقہ واریت کو مشرکین کا فعل قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپس کے چند فروعی اختلافات کو علماء کرام آپس میں مل بیٹھ کر حل کریں اور اگر یہ اختلافات اپنی اپنی تعبیر کے مطابق قائم بھی رہیں تو اس سے عقائد اسلام پر کوئی فرق نہیں پڑتا، در حقیقت اسلام دشمن قوتیں جو خود متحد ہیں اور وہ ملت اسلامیہ کے شیرازہ کو منتشر کرنے اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے دن رات ریشہ دوانیوں میں لگے ہوئے ہیں، میں یورپ میں بسنے والے مسلمانوں کو بالعموم اور علماء و مشائخ اور دیگر لیڈروں سے بالخصوص درخواست کروں گا کہ خدارا اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور مسلمانوں کو مزید ذلت و رسوائی سے بچانے کے لئے افہام و تفہیم سے کام لیں ایک دوسرے کا احترام کریں، فرقہ وارانہ اور علاقائی تعصب سے بالاتر ہو کر ایک مسلم قوم کی حیثیت سے ان غیر مسلم ممالک میں اپنے وجود کو منوائیں، اسی میں ہماری فلاح و نجات ہے۔

(جنگ لندن ۲۸/ مئی ۲۰۰۰ء)

سویڈن کی سب سے بڑی مسجد عبادت کے لئے کھول دی گئی

۱۰۱ فٹ بلند مینار تعمیر کیا گیا ہے، عمارت میں لائبریری، قصاب کی دکان اور اسپورٹس ہال شامل ہیں

آج سے عرصہ پچاس سال پہلے برطانیہ میں مساجد کی تعداد بہت ہی کم تھیں، جن کو انگلیاں پر گنا جاسکتا تھا مگر اس وقت پچاس سال بعد الحمدللہ مساجد کی تعداد تقریباً ایک ہزار تین سو سے کم نہیں ہے، اسی طرح برطانیہ کے دوسرے شہروں میں بھی تعداد بڑھ رہی ہے، پچھلے دنوں سویڈن کی سب سے بڑی مسجد کا افتتاح ہوا جس کی خبر اوپر ملاحظہ ہو:

اسٹاک ہولم (رائٹر) سویڈن کی سب سے بڑی مسجد اتوار کو پہلی بار عام افراد کے لئے کھول دی گئی، یہ عمارت پہلے ایک الیکٹرسٹی ٹرانسفارمر اسٹیشن تھا جسے ۵۵ ملین سویڈش کراؤن کی لاگت سے مسجد میں تبدیل کیا گیا، دارالحکومت میں مقیم ۷۵ ہزار مسلمان عرصہ دس برس سے اجازت اور فنڈز کے لئے جدوجہد کر رہے تھے مسجد کی افتتاحی تقریب میں سویڈن کی وزیر خارجہ اینالینڈ اور سویڈن کے آرچ بشپ کے۔ جی ہیمر بھی شریک ہوئے، اس عمارت کے اوپر ۱۰۱ فٹ بلند مینار تعمیر کیا گیا ہے مسجد میں ایک تہہ خانہ اور انٹرنیٹ کیفے بھی ہے علاوہ ازیں لائبریری، قصاب کی دکان اور اسپورٹس ہال بھی موجود ہے۔ مسجد بنانے میں متحدہ عرب امارات و دیگر کا تعاون شامل ہے۔

سی بی ایس کی رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ برطانوی اسٹریٹس اور شاپنگ مال جرائم کا "میدان جنگ" بنے ہوئے ہیں

تشدد کا مسئلہ سنگین ہے لیکن اس طرح کے موازنوں سے مدد نہیں مل سکتی، چارلس کلارک، امریکہ میں قتل کی شرح زیادہ ہے، بی بی سی

لندن (رائٹر) برطانوی حکومت نے امریکی ٹیلیویژن کی اس رپورٹ کو لغو قرار دیا ہے کہ برطانوی معاشرہ انتہائی متشدد ہے۔ سیاحت کے حکام نے بھی فوری رد عمل ظاہر کرتے ہوئے برطانیہ کو دنیا کی محفوظ ترین جگہوں میں ایک قرار دیا، انہیں تشویش ہے کہ سی بی ایس کی رپورٹ سے ان کی صنعت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ برطانوی اخبار نے سی بی ایس کی رپورٹ کو نمایاں جگہ دی۔ رپورٹ میں کہا گیا تھا کہ برطانوی اسٹریٹس اور شاپنگ مال جرائم کا "میدان جنگ" بنے ہوئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں امریکہ کے مقابلے میں نقب زنی کا شکار ہونے کا امکان زیادہ ہے، لٹنے کا امکان دگنا اور حملے کا شکار ہونے کا ڈھائی گنا زیادہ ہے۔ ہوم آفس کے وزیر چارلس کلارک نے سی بی ایس کی رپورٹ پر رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے بی بی سی ٹیلیویژن کو انٹرویو میں کہا کہ یہ رپورٹ قطعی لغو ہے اس ملک میں تشدد کا مسئلہ سنگین ہے اور اس سنجیدگی سے نمٹنا ضروری ہے مگر ٹیلیویژن پر اس طرح کے موازنے کرنے سے اس میں مدد نہیں مل سکتی۔ بی بی سی نے کہا کہ ہوم آفس کے اعداد و شمار سے پتہ چلا ہے کہ ۱۹۹۸ء میں امریکہ میں قتل کے واقعات کی شرح 6.3 فی ایک لاکھ افراد

ختم نبوت

تھی جبکہ انگلینڈ میں 1.4 فی ایک لاکھ افراد تھی۔ لندن ٹورسٹ بورڈ نے ایک بیان میں کہا کہ بی بی سی کی رپورٹ میں برطانیہ میں جرائم کا غلط تاثر پیش کیا گیا ہے حالانکہ لندن کی دنیا کے محفوظ اور دوست نواز شہروں میں شمار ہوتا ہے۔

(جنگ لندن، ۳۰/جون ۲۰۰۰ء)

☆ دونوں بڑے اور ترقی یافتہ ملکوں کی آپس کی لے دے بڑے مزے کی ہے، اصل میں تو دونوں ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں۔ یہ الزام دوسروں کو دیتے ہیں مگر قصور اپنا نکل آیا..... آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

خوابوں کا تعلق نفسیات سے ہے، مرزا طاہر کا اعلان

قادیانی ٹی وی سے روزانہ جو پروگرام نشر ہوتا ہے، اس کا خلاصہ اس ہفت روزہ میں "مختصر" سے عنوان سے دیا جاتا ہے۔ اتوار ۳۱/اگست ۱۹۹۷ء کو ایک سوال اور اس کا جواب پیش خدمت ہے:

"ایک بچے نے (مرزا طاہر سے) کہا کہ میری والدہ کو سچی خوابیں آتی ہیں، میں نے بھی دیکھی ہیں، حضور روشنی ڈالیں کہ وجہ کیا ہے؟

(مرزا طاہر نے) کہا کہ خوابوں کا تعلق ضروری نہیں کہ مذہب کے ساتھ ہو ان کا تعلق نفسیات سے ہے۔"

(الفضل ص اول، ۱۹/ ستمبر ۱۹۹۷ء)

مرزا طاہر نے قادیانیت کا مسئلہ ہی حل کر دیا ہے، قادیانیت کے بانی مبانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نئے مذہب کی بنیاد ہی خوابوں پر رکھی تھی۔

سارا بوجھ یا جاتی ہے کہ مرزا قادیانی نفسیاتی مریض تھا، اس کو مراق کی بیماری تھی، جس کی شہادت مرزائی کتب دے رہی ہیں۔ اور مرزا قادیانی کو خود بھی اقرار ہے کہ مجھے مراق ہے، ہم مرزا طاہر سے سوال کرتے ہیں کہ جب آپ کے نزدیک خوابوں کا تعلق نفسیات سے ہے تو آپ نے نفسیاتی اور مراقی مریض کو "نبی" اور "مسیح موعود" کیوں مان لیا؟

قادیانی حج پر نہیں جاسکتے:

ایک دوسری محفل میں مرزا طاہر سے سوال ہوا کہ سعودی حکومت نے قادیانیوں /احمدیوں کو حج سے روکا ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ قادیانی /احمدی غیر مسلم ہیں، اس لئے وہ حج نہیں کر سکتے کیا کسی اور کو حج کرنے سے روکا گیا ہے؟ اور اگر روکا گیا ہے تو کہاں؟

مرزا طاہر کی طرف سے جواب دیا گیا کہ:

"سعودی عرب نے روکا ہوا ہے یہ ایک واہمہ ہے سب کو ہر جگہ نہیں روکا ہوا، صرف پاکستان سے حج کے نام پر نہیں جاسکتے ورنہ سب ملکوں سے جاتے ہیں۔"

(ہفت روزہ الفضل لندن ۳۰/ جون ۲۰۰۰ء ص: ۱۲)

ہم مرزا طاہر سے گزارش کریں گے کہ وہ سب سے پہلے خود تو ہمت باندھیں اور کھلم کھلا اعلان کر کے حج یا عمرے کا سفر کریں ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ نتیجہ خود بخود سامنے آجائے گا اور ہم چیلنج کرتے ہیں کہ مرزا طاہر کبھی حج اور عمرے پر اپنی اصلیت کو ظاہر کرتے ہوئے نہیں جاسکیں گے۔

قادیانیت کی بنیاد پر سیاسی پناہ لیں:

قادیانیوں کی طرف سے سیاسی پناہ لینے والے کے لئے ایک ہدایت نامہ اس ماہنامہ میں جاری ہوا ہے جو ان کے سیکریٹری امور عامہ کی طرف سے ہے، یہ ان لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے جو قادیانیت کی بنیاد پر سیاسی پناہ لینا چاہتے ہیں یا لے چکے ہیں۔

برطانیہ میں مذہبی بنیادوں پر پناہ حاصل کرنے کی درخواست دینے والوں کے لئے ضروری ہدایات:

"پاکستان میں مذہبی بنیادوں پر کئے جانے والے مظالم کے نتیجہ میں برطانیہ آکر اسائلم حاصل کرنے کی درخواست دینے والے احمدیوں سے ہوم آفس (وزارت داخلہ برطانیہ) یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنے احمدی / قادیانی ہونے کا سرٹیفکیٹ پیش کریں، چنانچہ احمدی اس سلسلہ میں شعبہ امور عامہ (قادیانی شعبہ جو تمام امور کو انجام دیتا ہے) یو کے سے رابطہ قائم کرتے ہیں اور امور عامہ اپنے طریق کار کے مطابق تحقیق کر کے انہیں سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے اور تحقیق کا یہ عرصہ بعض حالات میں دو مہینہ تک بھی طویل ہو سکتا ہے، چنانچہ کسی قسم کی پریشانی یا آخری وقت پر کی جانے والی بھاگ دوڑ سے بچنے کے لئے مناسب ہے کہ ہوم آفس کو درخواست دینے والے احمدی فوری طور پر امور عامہ میں اپنی رجسٹریشن بھی کروالیں

امور عامہ میں رجسٹریشن کے بعد درخواست دہندہ کا انٹرویو لیا جاتا ہے جس میں اسے تمام متعلقہ کاغذات پیش کرنا ہوتے ہیں جن کا ذکر اس نے اپنے کیس میں کیا ہوتا ہے نیز اسے اپنے احمدی ہونے کا ثبوت بھی مہیا کرنا ہوتا ہے۔ جس کے بعد مرکز کو مزید تحقیق کے لئے لکھا جاتا ہے، اسی طرح برطانیہ کی متعلقہ جماعت کے مقامی صدر سے بھی درخواست دہندہ کے بارہ میں رپورٹ حاصل کی جاتی ہے۔ (سیکریٹری امور عامہ)"

(ماہنامہ اخبار احمدیہ جنوری/فروری ۲۰۰۰ء ص: ۲۹/کالم ۲)

امداد کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ کا ڈھونگ:

آج پوری دنیا میں جہاں جہاں غریب عوام

بستے ہیں، وہاں عیسائی اور قادیانی مشنری اداروں نے بھرپور پلاننگ کے ساتھ اپنا کام شروع کر رکھا ہے لوگ اپنی غربت اور جہالت کی وجہ سے ان مشنریوں کے دام میں پھنس گئے اور پھنستے جا رہے ہیں۔

اسی طرح کا ایک مشنری ادارہ قادیانی جماعت نے ہیومینیٹی فرسٹ کے نام سے بنایا ہوا ہے۔ آج کل اس کے تحت مغربی افریقہ کے غریب ملک سیرالیون میں طبی خدمت (آنکھوں کے آپریشن) کے ڈھونگ کے ذریعے بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں "ماہنامہ اخبار احمدیہ برطانیہ" کی خبر ملاحظہ فرمائیں:

"ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت سیرالیون اس سلسلہ میں پہلا ملک ہے جہاں کامیاب آپریشن کئے جا رہے ہیں۔" (ص ۱۹، مارچ ۲۰۰۰ء)

قادیانی خواتین و حضرات اور اعتکاف

قادیانی عورتیں مرزا باڑوں میں اعتکاف میں بیٹھیں:

پچھلے دنوں میں اخبار احمدیہ ماہ جنوری / فروری ۲۰۰۰ء سرسری مطالعہ کر رہا تھا تو یکایک میری نظر ص ۹ کالم دو پر پڑی جس میں لکھا تھا کہ: "پورے برطانیہ ۱۴۲۰ھ رمضان کے اعتکاف کے سلسلے میں ۳۵ قادیانی اعتکاف میں بیٹھے"

یہاں تین چیزیں قابل غور ہیں:

(۱)..... پورے ملک میں صرف ۳۵ ہی قادیانی نکلے جو اعتکاف میں بیٹھے جن میں عورتیں ۱۸ تھیں اس طرح مردوں کی کل تعداد ۱۷ ہوئی، جبکہ قادیانیوں کا ہر جگہ یہ شور و غوغا ہے کہ ہماری تعداد بہت زیادہ ہے، ہر دن بدن ہماری تعداد بڑھ رہی ہے مگر معتکفین کے اعتبار سے ان کی تعداد کا گراف نہایت گرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

(۲)..... قادیانی جماعت کے بانی مبانی مرزا غلام احمد کے اعتکاف کے بارے میں سیرۃ المہدی میں ہے:

"ڈاکٹر میجر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی۔" (ص ۱۱۹/ ج ۲)

ایک طرف تو مرزا قادیانی کا یہ عمل ہے دوسری طرف قادیانیوں نے مرزا قادیانی کے عمل کے علی الرغم اعتکاف بیٹھنا شروع کر دیا ہے، اس پر بڑی حیرت ہوئی ہے۔

(۳)..... تیسرا امر جو ان مذکورہ بالا دونوں سے بڑھ کر باعث حیرت ہے کہ سارے مسلمان اس مسئلے کو جانتے ہیں کہ عورت کے اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہے اس جگہ کو یا کوئی اور جگہ جو گھر میں مناسب ہو اس کو مخصوص کر کے وہیں دس دن سنت اعتکاف کی نیت کر کے عبادت میں مصروف ہو جائے، مگر ان قادیانی اٹھارہ عورتوں نے اپنے اپنے گھروں کے بجائے قادیانی "مرزا باڑوں" میں اعتکاف کیا۔

قادیانی جریدے کی خبر ملاحظہ ہو:

"(مرزا باڑہ) فضل لندن میں معتکفین میں درج ذیل آٹھ احباب شامل تھے معتکفات میں یہ نو خواتین شامل تھیں (پھر ان کے نام درج ہیں)..... مرزا باڑہ گلاسکو میں ایک مرد اور آٹھ خواتین نے اعتکاف کیا پھر ان کے نام ہیں۔ مرزا باڑہ ساؤتھ ہال میں ایک خاتون سلیمہ صوفیہ نے (اعتکاف) کیا۔"

معلوم ہوتا ہے قادیانیوں نے عقائد میں تبدیلی کر لی ہے، اس طرح شریعت بھی اپنی نئی بنالی ہے

مسلمان کی حیثیت مرزائیوں کے نزدیک، مرزا محمود کے اعلانات

اعلان اول:

مسلمان کھٹی لسی:

"ایک مرتبہ بعض غیر احمدیوں نے ...... (مرزا غلام احمد) سے سوال کیا کہ شادی بیاہ دوسرے معاملات میں آپ اپنی جماعت کے لوگوں کو کیوں نہیں اجازت دیتے کہ وہ ہمارے ساتھ تعلق قائم کریں، آپ نے فرمایا: اگر ایک مٹکا دودھ کا بھرا ہوا ہو اور اس میں کھٹی لسی کے تین چار قطرے بھی ڈال دیئے جائیں تو سارا دودھ خراب ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر ص ۵۲۲/ ج ۶، از مرزا محمود احمد سربراہ ثانی جماعت مرزائیہ)

اعلان دوم:

مسلمان نہایت شرمندگی کے ساتھ ہمارے سامنے پیش ہوں گے:

"وہی شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) جس کو مسلمانوں نے اپنی نادانی سے ٹھکرا دیا ہے، اسی کے ہاتھوں سے اسلام دنیا میں دوبارہ قائم ہوگا اور معترفین ہمارے سامنے نہایت شرمندگی کے ساتھ وہی کچھ کہتے آئیں گے جو یوسف کے بھائیوں نے اس سے کہا اور ہماری طرف سے بھی انہیں یہی کہا جائے گا کہ لاتثریب علیکم الیوم۔" (تفسیر کبیر ص ۳۰۷/ ج ۱۰، از مرزا محمود احمد قادیانی)

اعلان سوم: "ایک دن یہ مسلمان مغلوب ہو جائیں گے۔" (تفسیر کبیر ص ۸۰/ ج ۴)

اعلان چہارم: "مسلمان کڑوا پانی اور قادیانی میٹھا پانی۔" (تفسیر کبیر ص ۵۳۳ ج اول)

اعلان پنجم: "غیر احمدیوں (مسلمانوں) کے جنازے نہ پڑھیں، رشتے نہ دیں۔" (تفسیر کبیر ص ۱۶۴/ ج ۹)

دوسری طرف مرزا محمود احمد کا اقرار ہے کہ:

"جماعت مرزائیہ کی انفرادی مخالفت اب قومی مخالفت میں بدل گئی ہے۔" (تفسیر کبیر ص ۵۹/ ج ۹)

"سب دنیا قادیانیوں کو مرتد بنانا چاہتی ہے۔" (تفسیر کبیر ص ۸۰/ ج ۴)

☆☆☆......☆☆☆

ختم نبوۃ

اخبارِ ختمِ نبوّت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا دورۂ سندھ

گمبٹ (نمائندہ خصوصی) اندرون سندھ سادہ لوح اور غریب عوام کی غربت وافلاس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں کی مذموم سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ گئی ہیں۔ گزشتہ ماہ میں خشک سالی کی وجہ سے مسلمانوں کو انتہائی مشکلات میں مبتلا پاکر قادیانی، عیسائی اور یہودی این جی اوز نے اپنی مذموم سرگرمیاں کا جال پھیلا کر مسلمانوں کو مرتد بنانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ خلاف قانون سرگرمیاں انتہا کو پہنچ گئیں تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مجلس کے مرکزی رہنماؤں کا ایک وفد اندرون سندھ بھیجا ان علماء کرام میں حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن، مولانا خان محمد کندھانی اور جناب ارباب نیک محمد شامل تھے جنہوں نے مختلف علاقوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔ میرپور خاص میں بروز منگل وفد نے مولانا فیض اللہ صاحب سے ملاقات کی اور ایک تربیتی کنونشن مولانا نور محمد بھرو کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ کنونشن میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی صاحب کا تفصیلی خطاب ہوا، مولانا نے "عقیدۂ ختم نبوت" اور قادیانیت کی عیاری اور مکاری کو واضح کیا بعد ازاں ختم نبوت یونٹ کے عہدیداروں کا انتخاب ہوا، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

امیر: حضرت مولانا نور محمد صاحب،
ناظم: مولانا نورالدین صاحب،
ناظم تبلیغ: غلام رسول صاحب،
ناظم نشرواشاعت: جناب محمد انور صاحب،
خازن: ماسٹر منصور احمد صاحب

اس کے بعد وفد بستان نزد کنری پہنچا جہاں پیر جان سرہندی نقشبندی مدظلہ سے ملاقات کی اور ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا، جس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی تھے، کثیر تعداد میں سامعین نے شرکت کی، بعد ازاں ۱۱/جولائی ۲۰۰۰ء مدرسہ نورالقرآن چھورکینٹ کی جامع مسجد میں ایک تربیتی پروگرام ہوا جس میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے خصوصی خطاب فرمایا۔ یاد رہے کہ چھورکینٹ میں قادیانی اور گوہر شاہی ملعون کا لٹریچر خفیہ طور پر کسی نے تقسیم کردیا تھا جس کا رد علماً کرام نے عمدہ طریقے سے کیا۔ درج ذیل حضرات کا ختم نبوت یونٹ کے لئے انتخاب کیا گیا:

امیر: مولانا محمود صاحب، ناظم: محمد یعقوب صاحب، ناظم تبلیغ: حافظ نور محمد صاحب، ناظم نشرواشاعت: میر محمد، خازن: حاجی آچار صاحب منتخب ہوئے۔

بعد ازاں عمرکوٹ کی مدینہ مسجد میں ایک جلسہ مولانا مراد علی اور مولانا محمد ہاشم صاحب کے زیر اہتمام ہوا جس میں مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن اور مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کے خطابات ہوئے۔ علماً کرام نے یکے بعد دیگرے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور قادیانیت کی مذموم سرگرمیوں سے نمٹنے کے لئے عوام الناس کو ترغیبات دیں، اس طرح یہ عظیم الشان جلسہ رات گئے تک جاری رہا اور بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

اگلے روز قادیانی اسٹیٹوں کا دورہ ہوا جن میں عمرکوٹ، نالمی، نفیس نگر، فضل بھمبرو وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ بعد نماز فجر مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا خصوصی درس ہوا اور بعد از نماز عصر نوکوٹ کی جامع مسجد صدیقیہ میں مولانا محمد اسحٰق میواتی کی زیر صدارت تفصیلی درس ہوا۔ اس کے بعد وفد مٹھی روانہ ہوا، جہاں بعد نماز عشاء مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن اور مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے قادیانی، یہودی این جی اوز کی مذموم سرگرمیوں کے سدباب کے لئے ٹھوس لائحہ عمل اختیار کرنے پر زور دیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو پاکستان کے آئین اور قانون کا پابند بنائے اور دین دشمن سرگرمیوں کا سدباب کر کے قیام پاکستان کے تقاضوں کو پورا کرے۔ مولانا سکندر علی صاحب کی دعائے خیر پر جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا دورۂ سندھ عہدیداروں کا انتخاب ،بیانات ،درس اور ملاقاتیں

خیرپور میرس (نمائندہ خصوصی) حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب خیرپور میرس تشریف لائے اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان جلسہ سے خطاب فرمایا۔ آپ نے خاتم الانبیاً صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر پرخلوص عمل کرنے پر زور دیا اور کہا کہ دارین کی فوز وفلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔ بعد ازاں ختم نبوت کے عہدیداروں کا انتخاب کیا گیا جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

امیر: مولانا عبدالحفیظ میمن، ناظم: مولانا

اسداللہ شیخ، ناظم تبلیغ : مولانا اصغر علی ارائیں صاحب، ناظم نشرواشاعت : جناب شاہد معاویہ، خازن : حافظ نعمان منتخب ہوئے۔

شہداد کوٹ :

مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ نے شہداد کوٹ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا کثیر تعداد میں سامعین نے شرکت کی۔ مولانا نے اپنے مخصوص انداز میں قادیانیت کے مکروفریب سے عوام الناس کو آگاہ کیا فتنہ قادیانیت اور انگریز کی مکاری کو واضح کیا۔ بعدازاں کنڈیارو، کمال ڈیرو، گوٹھ کمن میمبر میں اجتماعات سے مولانا اللہ وسایا کے بیانات اور درس ہوئے کثیر تعداد سامعین نے آپ کے دروس وبیانات سے استفادہ کیا، مولانا میر محمد کے دعائے خیر سے پروگرام اختتام پذیر ہوئے۔ مورو میں مولانا محمد ادریس کی زیر صدارت عظیم الشان کانفرنس ہوئی، جہاں کی کثیر تعداد عوام نے مرزائیوں سے مکمل بائیکاٹ کا اعلان کیا علاقہ کی معروف دینی شخصیت مولانا غلام اللہ صاحب کی دعائے خیر سے کانفرنس اختتام کو پہنچی۔

بعدازاں مولانا نے عبدالحمید لنڈ صاحب سے ملاقات بھی کی اور پھر گمبٹ تشریف لے گئے۔ مورو کے عہدیداروں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

امیر : قاری عبداللہ، ناظم : حاجی عبدالمالک، ناظم تبلیغ : محمد حسن کورائی، ناظم نشرواشاعت : محمد یونس، خازن خالد حسین منتخب ہوئے۔

انتخابات عہدیداران کنڈیارو :

امیر : مولانا شفیق احمد، ناظم : حافظ علی اکبر، ناظم تبلیغ : حافظ محمد مغل، ناظم نشرواشاعت : جناب محمد یٰسین قریشی، خازن : محمد یحییٰ منتخب ہوئے۔

فقیروالی میں حضرت شہیدؒ کے ایصال ثواب کے لئے تعزیتی جلسہ

بہاولنگر (نمائندہ خصوصی) عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت محدث وقت، باطل کے لئے شمشیر برہنہ، شمع ختم نبوت کے پروانوں کے مربی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر اور قائد شہید ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت پر اظہار افسوس اور ایصال ثواب کے لئے جامعہ قاسم العلوم فقیروالی کی مرکزی جامع مسجد "القاسم" میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس کا اہتمام جامعہ کے مدیر اعلیٰ مولانا محمد قاسم قاسمی نے کیا جس میں قاری محمد عثمان نے تلاوت قرآن مجید کی اور خلیفہ محمد اشرف نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا اس کے بعد حضرت مولانا حافظ ولی محمد، حضرت مولانا مسعود قاسم قاسمی مجددی نقشبندی، حضرت مولانا عبیدالرحمن ضیاء خطیب کمالیہ، حضرت مولانا محمد اسمٰعیل کاظمی خطیب بہاولپور، حضرت مولانا حافظ محمد طارق ندیم خطیب عارف والا نے اپنے اپنے انداز میں شہید ختم نبوت کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری اور ان کے سرپرستوں اور سازش میں ملوث عناصر کی گرفتاری کا پرزور مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے جانبداری سے کام لیا اور سستی کی تو پھر امت مسلمہ شریعت اسلامیہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے شہید ختم نبوتؒ کے خون کا بدلہ لے کر قاتل گروہ کو کیفر کردار تک پہنچائے گی، مقررین نے کہا کہ شہید ختم نبوتؒ کے مقدس خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیا جائے گا، حضرت شہید ختم نبوتؒ، امت مسلمہ کا مشترکہ دینی سرمایہ تھے۔ مولانا مسعود قاسم قاسمی نقشبندی مجددی نے کہا کہ یہ سب کچھ کراچی انتظامیہ کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے ہوا ہے، پولیس کی موجودگی میں قاتلوں کا فرار ہونا حکومت کے لئے چیلنج ہے علماء اور مقررین نے اعلان کیا کہ ہم سب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اپنے اپنے خون سے مولانا مرحوم کے مشن کو جاری وساری رکھیں گے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت (ﷺ) کی حفاظت میں جانی اور مالی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس تعزیتی جلسہ کے مہمان خصوصی جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث و رئیس دارالافتا حضرت مولانا مفتی حمیداللہ جان تھے، جنہوں نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ حضرت مرحوم کا خون ضرور رنگ لائے گا جامعہ قاسم العلوم فقیروالی اس لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے جس میں حضرت لدھیانوی شہیدؒ دینی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں، آخر میں حضرت مولانا مفتی حمیداللہ جان نے حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مغفرت وبلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائی۔

علاوہ ازیں فقیروالی میں جامع کی مسجد، جامع مسجد الجمیل، مدنی مسجد میں بھی قرآن پاک کی تلاوت کرکے ایصال ثواب کیا گیا۔ اللہ رب العزت شہید ختم نبوتؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت سے اہلسنت والجماعت کا بہت بڑا نقصان ہوا ہے، اراکین مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات سرگودھا

سرگودھا (نمائندہ خصوصی) علماء اہلسنت والجماعت کے عظیم قائد، نابغہ روزگار شخصیت، حکیم العصر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ حقیقتاً ایک عظیم شخصیت تھے جن کی شہادت بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔

اللہ رب العزت حضرت اقدس شہید ختم نبوت رحمۃ اللہ علیہ کے درجات عالیہ کو مزید بلند فرمائے۔ (آمین)

ہم جملہ اراکین مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات سرگودھا حضرت شہیدؒ کے جملہ پسماندگان، لواحقین، متوسلین اور احباب سے تعزیت مسنونہ کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تحریر: مولانا محمد یوسف قاسمی، انڈیا

جلسہ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم سعادت دارین ستپون کی مختصر رپورٹ

۹ / جولائی بروز اتوار بعد نماز ظہر انجمن اصلاح البیان طلبہ دارالعلوم سعادت دارین ستپون کے زیر اہتمام بعنوان تحفظ ختم نبوت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، جس میں دارالعلوم سعادت دارین کے تمام اساتذہ کرام نے شرکت فرمائی اور صدارت استاذ العلماً حضرت مولانا محمد ذوالفقار صاحب قاسمی دامت برکاتہم شیخ الحدیث دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر نے فرمائی جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض محمد سرفراز اکھروی نے انجام دیئے۔ متعدد طلباً دارالعلوم نے تحفظ ختم نبوت اور مرزا قادیانی کے دجل و فریب، کذب و افتراً کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل تقریریں کیں، آخر میں صدر جلسہ دامت برکاتہم نے اپنے حکیمانہ خطاب سے ڈیڑھ گھنٹہ تک سامعین کو مستفیض فرمایا۔ اپنی تقریر میں قادیانی فتنہ کے تمام مکروفریب کو بیان کیا۔ حضرت موصوف نے فرمایا کہ قادیانی فتنہ کو آج ایک صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اس باطل فرقہ کو ختم ہو جانا چاہئے تھا مگر چونکہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے انگریز نے غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا تھا۔ آج تک یہ فتنہ انگریز اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کے زیر سایہ یہ فتنہ پروان چڑھ رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے رفتہ رفتہ سادہ لوح مریدین کو دام تزویر میں پھنسایا اور بتدریج مختلف دعوؤں کے بعد دعویٰ نبوت کیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کیا اور قرآن و حدیث کی غلط تاویلیں کر کے سلسلہ نبوت کو جاری ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ جو لوگ نبوت و رسالت کے مقام کو نہیں سمجھتے تھے وہ مرزا کے دام فریب میں پھنس گئے۔ بعد ازاں حضرت مولانا ذوالفقار قاسمی نے پھر علمی، تحقیقی و الزامی جوابات سے فتنہ قادیانیت کی پرزور تردید و مذمت فرمائی۔ ضعف و نقاہت اور پیرانہ سالی کے باوجود بڑے جوش و ولولہ کے ساتھ مدلل خطاب فرمایا۔ حضرت موصوف نے طلبہ کو فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے بھرپور علمی تیاری کرنے اور آڑے وقت اس کے لئے مستعد رہنے کی تاکید فرمائی۔ صدر جلسہ ہی کی پرسوز دعا پر حسن و خوبی یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

محمد سرفراز اکھروی کے خطاب چیدہ چیدہ اقتباسات درج ذیل ہیں:

حضرات گرامی قدر! اللہ رب العزت کا روز ازل سے یہ دستور رہا ہے کہ بنی نوع انسان کے رشد و ہدایت کے لئے اور انسان کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے انبیاً و رسل بھیجے اس سلسلہ ہدایت کی ابتدا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی انتہا ہم سب کے آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ہوئی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختم الانبیاً والرسل ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوت اور وحی کا اختتام کو پہنچا۔ تقریباً چودہ سو برس سے کروڑہا مسلمان کا یہی عقیدہ رہا ہے، لاکھوں علماً امت نے اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا۔ قرآن و حدیث میں ظلی بروزی نبوت کا کوئی اشارہ تک نہیں ہے، صحابہؓ و تابعینؒ سے لے کر آج تک پوری امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اس عقیدہ پر قائم رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت و رسالت ختم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول پیدا نہیں ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی" (ابوداؤد ص۲۲۸، ج-۲، واللفظ لہ ترمذی ص ۴۵، ج-۲)

"حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: "میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں۔"

اسود عنسی، مسیلمہ کذاب جیسے مدعیان نبوت ماضی میں پیدا ہوئے، عہد قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے مسئلہ ختم نبوت میں اختلاف کا دروازہ کھولا اور اس دجال کی چھوٹی بڑی بہت سی کتابوں میں ظلی و بروزی نبوت کی بحث ایسی منتشر اور متضاد ہے کہ خود اس کے ماننے والے بھی اس پر متفق نہیں ہو سکے۔

مرزا قادیانی نے مختلف اوقات میں مختلف متضاد دعوے کئے جو درج ذیل ہیں:

(۱) میں خدا کا باپ ہوں، (۲) میں خدا کا بیٹا ہوں، (۳) میں خدا کی بیوی ہوں، (۴) میں خود خدا ہوں، (۵) میں امتی ہوں، (۶) میں محدث ہوں، (۷) میں مجدد ہوں، (۸) میں مہدی ہوں، (۹) مسیح ابن مریم ہوں، (۱۰) میں ظلی نبی ہوں، (۱۱) میں بروزی طور پر محمد ہوں، (۱۲) میں رسول اللہ ہوں، (۱۳) میں خاتم النبیین ہوں، (۱۴) میں مظہر انبیاً ہوں، (۱۵) میں عین محمد ہوں، (۱۶) میں محمد سے افضل ہوں، (۱۷) میں کرشن جی ہوں، (۱۸) میں جے سنگھ بہادر ہوں، (۱۹) میں مسٹر گوپال ہوں، (۲۰) میں حجر اسود ہوں، (۲۱) میں بیت اللہ ہوں، (۲۲) میں مسیح موعود سے بہتر ہوں، (۲۳) میں مریم بھی ہوں اور میں عیسیٰ بھی ہوں، (۲۴) میں فرشتہ ہوں، میں میکائیل ہوں، (۲۵) میں خدا کے مثل ہوں۔

مرزا قادیانی کے پیروکار مرزا کو مختلف حیثیتوں سے مانتے ہیں کچھ کہتے ہیں کہ: "قادیانی مجدد تھا" اور بعض کہتے ہیں کہ: "قادیانی نبی تھا۔"

محترم حضرات! ماضی میں بھی بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے مگر ان دجالوں کے جہنم رسید ہونے کے بعد اس کے ماننے والے بھی ختم ہو گئے۔ مگر قادیانی فتنہ کو سو سال گزر گئے۔ لیکن یہ فتنہ جن اسلام دشمن طاقتوں کے زیر سایہ پرورش پا رہا ہے، اس کے مالی خزانوں کے زور پر آج بھی موجود ہے، اور مختلف ممالک میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ ہندوستان میں بھی مختلف علاقوں میں اپنی تحریک کو پروان چڑھانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے، اور ختم نبوت کے شیدائی ہر موڑ پر اس کا بھرپور مقابلہ کر رہے ہیں۔ انجمن اصلاح البیان طلبہ دارالعلوم سعادت دارین ستپون کے اس عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کا جلسہ منعقد کرانے کی غرض و غایت امت اسلامیہ کو اس ناپاک فتنہ سے روشناس کرانا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے زیرِ اہتمام

بندرھویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّت کانفرنس برمنگھم

۶ اگست ۲۰۰۰ء بروز اتوار زیرِ اہتمام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

D:\www.amtkn.com\khatm-e-nubuwwat.info\record\2000\1\pages

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوّت
- حیات ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد وعزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق درجوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9
9 ایچ زیڈ یو کے
فون: 020-7737-8199